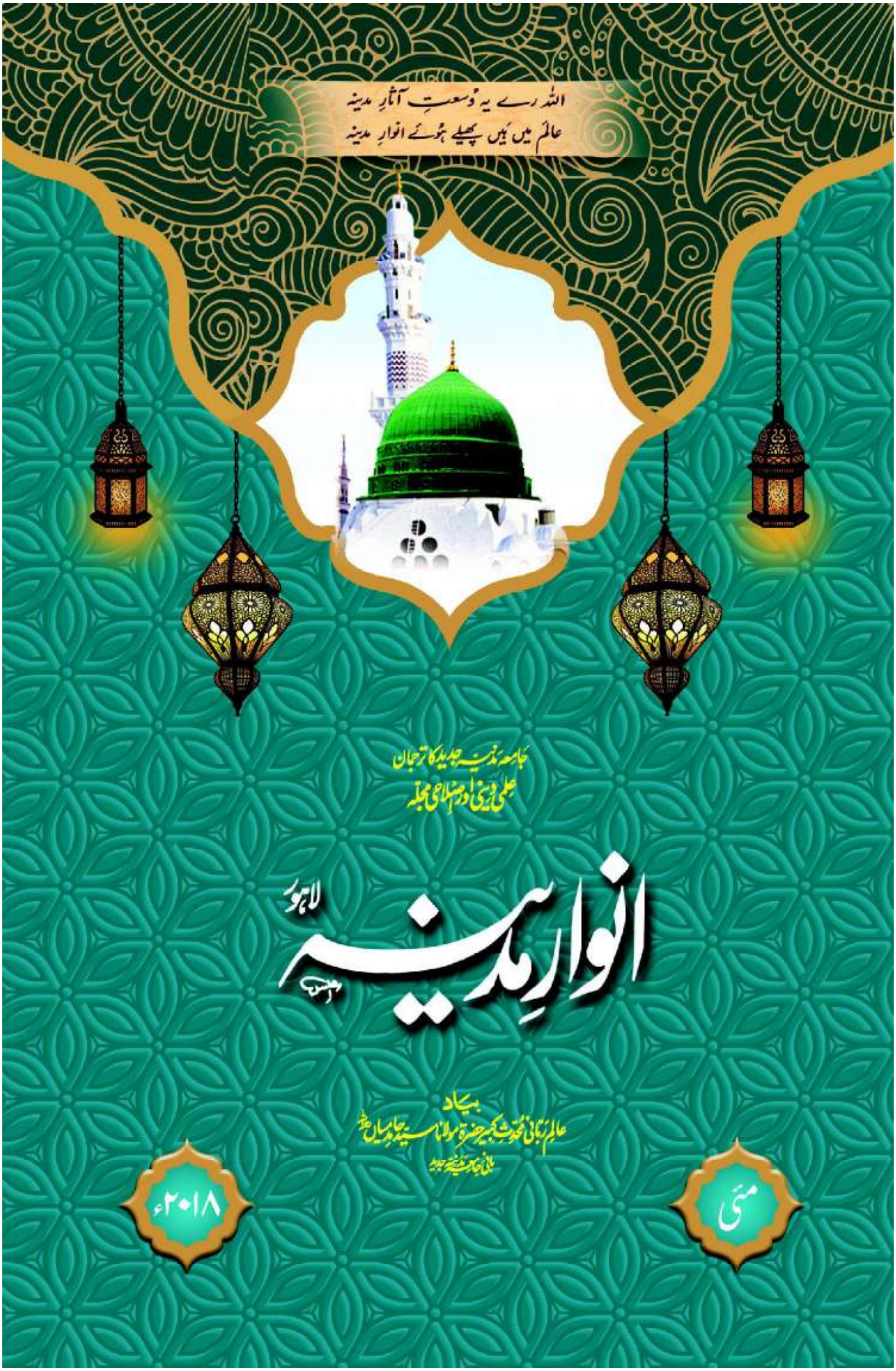
اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا سید حامد میاں
بانی جامعہ مدنیہ جدید
مئی
۲۰۱۸ء

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۵	شعبان/رمضان ۱۴۳۹ھ / مئی ۲۰۱۸ء	جلد : ۲۶

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے ......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ

0954-020-100-7914-2

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر : 0333-4249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35399051

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35399052

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
دین کامل	حضرت اقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۸
بیعت کی شرعی حیثیت	حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ	۱۷
تبلیغِ دین	حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالیؒ	۲۴
توبہ کرنے کا حکم اور توبہ کا طریقہ	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہریؒ	۳۱
فضائلِ مسجد	حضرت مولانا صدرالدین صاحب انصاری	۳۷
رمضان کی آمد پر آنحضرت ﷺ کا خطبہ اِستقبالیہ		۴۱
جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب تکمیلِ بخاری شریف	جناب مولانا محمد حسین صاحب	۴۳
بیان ختم بخاری شریف	حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب	۴۵
اخبار الجامعہ	مولانا انعام اللہ صاحب	۶۰
حضرت مہتمم جامعہ کے سفر کی مختصر رُوداد	مولانا عمر فاروق صاحب	۶۱

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

۲۳ راپریل کی شام احقر کا لاہور سے ستر کلومیٹر کے فاصلے پر واقع شہر شیخوپورہ جانا ہوا جن گلیوں میں گزر ہوا وہ اُدھڑی پڑی تھیں چلنا دُشوار تھا میں نے میز بانوں سے اِس بات کا اظہار کیا، بولے الیکشن قریب آرہے ہیں اس لیے بنی بنائی گلیوں کو اُدھیڑ کر نئی بنائی جارہی ہیں ، بہت تعجب ہوا کہ جو کام حکومت کو اِقتدار میں آتے ہی کرنے چاہیے تھے وہ جاتے ہوئے انجام دیے جارہے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ حکومتِ پنجاب کی ضلعی انتظامیہ پہلے سے بنی بنائی گلیوں کو اُدھیڑ کر عوام کے کڑوڑوں روپے کس بے دردی سے برباد کررہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بے موسمی منصوبہ بندی درحقیقت عوام کی فلاح کے لیے نہیں بلکہ جھوٹی مسیحائی اور اپنے من پسندوں کی جیبیں بھرنے کا ایک طریقۂ واردات ہے۔

گلیوں سے گزر کر بڑی سڑکوں کا بھی یہی حال کر کے چھوڑ دیا گیا ہے، تعمیراتی عمل کی شروعات کہیں دُور تک بھی دکھائی نہیں دیں البتہ برباد منجمد راستے ٹریفک کے لیے بحران کا باعث بنے ہوئے ہیں، ٹوٹے پھوٹے راستے اور جگہ جگہ گندگی کے ڈھیروں اور جوہڑوں نے پیدل چلنے والے بچوں اور عورتوں کو انتہائی مشکلات سے دوچار کر رکھا تھا، ان راستوں کے آس پاس رہائشی اور تجارتی آبادیاں نہایت

آلودگی میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ،کام کا آغاز کب ہوگا اور اختتام کب ہوگا کوئی نہیں جانتا ! ہر کوئی جانتا ہے کہ ستر برس سے یہی صورتحال چلی آرہی ہے کوئی نئی بات نہیں البتہ ملک کے عوام بالخصوص پنجاب کے عوام کی سال بہ سال بڑھتی سیاسی بے شعوری ملک کے مستقبل کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ یہ سب کچھ بار ہا کھلی آنکھوں دیکھنے کے باوجود سبق سیکھنے سے محروم ہیں ! ! !

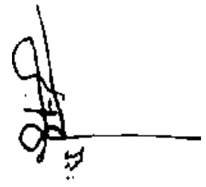

ترکی کے اہم تعلیمی وفد کی جامعہ مدنیہ جدید آمد

۲۲ / اپریل بروز اتوار ترکی کے ایک اعلیٰ سطحی چار رکنی سرکاری وفد کی جامعہ جدید آمد ہوئی، اس تعلیمی وفد کی قیادت کلیۃ العلوم الاسلامیہ جامعہ السلطان محمد الفتح استنبول کے سربراہ الاستاذ المفتی حمدی ارسلان کررہے تھے، ''خبیب فاؤنڈیشن'' اسلام آباد کے مفتی محمد عارف صاحب کی معیت اس وفد کو حاصل تھی ۔ وفد نے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب اور جامعہ کے اساتذہ سے ملاقات کی موجودہ عالمی حالات اور ترکی کے سابقہ اور حالیہ حالات پر طویل گفتگو ہوئی اور دنیا بھر میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف آواز بلند کرنے پر ترک قیادت کے دلیرانہ اقدامات کی اہلِ جامعہ نے بھرپور تحسین و تائید کی، بعدازاں وفد کے قائد نے مسجد حامد میں طلباءِ جامعہ سے خطاب بھی فرمایا، اس سے قبل وفد کے اعزاز میں استقبالیہ خطبہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے پیش کیا، تقریر اور خطبہ استقبالیہ کا اُردو ترجمہ قارئین کرام آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے، انشاء اللہ۔

درسِ حدیث

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

خاتم الانبیاء ﷺ کا ایک خواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی عادتِ طیبہ تھی کہ آپ صبح کی نماز کے بعد ہم سب سے یہ دریافت فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے ؟ اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو بیان کر دیتا، ایک دن دریافت فرمایا کہ کسی نے آج رات خواب دیکھا ہے ؟ تو ہم سب نے عرض کیا کہ نہیں آج ہم میں سے کسی نے بھی خواب نہیں دیکھا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ لیکن میں نے آج رات خواب دیکھا ہے (اور وہ یہ کہ جیسے) دو شخص میرے پاس آئے اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ارضِ مقدسہ (سرزمینِ شام) کی طرف لے گئے، میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے، جو کھڑا ہے اُس کے ہاتھ میں کلّوب[۱] ہے وہ کھڑا آدمی اس کلوب کو بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں ڈالتا ہے اور پھر کھینچ لیتا ہے جس سے اُس کا ایک جانب گدی کا حصہ کٹ جاتا ہے بعد میں دوسری جانب ڈالتا ہے اور کھینچتا ہے اسی طرح یہ رُخسار بھی کٹ جاتا ہے اور اتنے میں وہ پہلا رُخسار ٹھیک ہو جاتا ہے وہ پھر اِسی کلوب سے پہلے کی طرف اس کے رُخسار کو چیرتا ہے ! فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے ؟ تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ (آگے چلیے) آپ فرماتے ہیں پھر ہم آگے چلے اور ایسے شخص کے پاس آئے جو گدی کے بل

---

[۱] کلوب اُس لوہے کو کہتے ہیں جس کا سر موڑ دیا گیا ہو۔

لیٹا ہوا تھا ایک اور شخص اُس کے سرہانے کھڑا تھا اُس کے پاس پتھر تھا یا ہتھوڑا وہ اُسے مار کر اُس کا سر کچلتا تھا جب وہ مارتا تھا تو پتھر دُور چلا جاتا تھا یہ شخص پتھر لینے بڑھتا تھا تو واپس لوٹنے سے پہلے اُس کا سر پہلے کی طرح ٹھیک ہو جاتا تھا یہ واپس آکر اُس کے پھر پتھر مارتا تھا، میں نے کہا کہ یہ کیا ہے ؟ وہ دونوں کہنے لگے (آگے) چلیے ۔ [1] یہ روایت بہت طویل ہے باقی باتیں آئندہ پیش کروں گا۔

حدیث شریف کے آخر میں ان دو واقعات کے متعلق یہ بتلایا گیا ہے کہ

پہلا شخص جس کے رُخسار کلوب سے کاٹے جاتے تھے جھوٹا تھا اور وہ غلط افواہیں پھیلاتا تھا۔ [2]

اور دوسرا شخص جس کے سر پر پتھر مارے جاتے تھے وہ تھا جسے اللہ نے قرآن کی دولت بخشی تھی مگر اُس نے نہ تو رات کو اِس کو اپنا مشغلہ بنایا اور نہ ہی دن میں اِس پر عمل کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ راست پر چلائے اور آخرت میں سرکار دو عالم ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۶ ؍ جولائی ۱۹۶۸ء)

محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین اور آڈیو بیانات جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سُنے جاسکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

[1] مشکوۃ شریف کتاب الرؤیا رقم الحدیث ۴۶۲۱

[2] اُس زمانے کا اور آج کے دور کا جھوٹا میڈیا بھی اس میں شامل ہیں۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر١٦ قسط : ۵

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کردیا جائے، اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

دینِ کامل

اِسلام کی مختصر تصویر قرآن وحدیث کے آئینہ میں

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

تقسیم دولت :

کلامِ الٰہی نے دولت کو اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام قرار دیا کہ مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ ہے اور ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ مالکِ حقیقی کی امانت ہے فارسی شاعر نے اس عقیدہ کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے :

درحقیقت مالکِ ہر شے خدا ست — ایں امانت چند روزہ نزدِ ماست

اس امانت میں حقِ تصرف دیا گیا ہے یہ انسانی ملکیت کی حقیقت ہے مگر تصرف مالک کی مرضی کے مطابق ہونا چاہیے، جائز تصرف وہی ہوگا جو رضائے مالک کے مطابق ہوگا ورنہ خیانت اور تغلّب[1] ہوگا۔

[1] دھونس، چوری اور سینہ زوری

جائز و ناجائز کی تفصیلات بہت طویل ہیں ان کے لیے مستقل تصانیف درکار ہیں اس مختصر تحریر میں ان تفصیلات کے بنیادی اصول بیان کیے جا رہے ہیں جن کو بنیادی نکات کہا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلا بنیادی اصول یہ ہے کہ تقسیم دولت فرض ہے اور اکتناز (جوڑ کر رکھنا) حرام ہے ارشادِ ربانی ہے :

(الف) وہ جو خرچ کرتے ہیں دن اور رات پوشیدہ اور اعلانیہ، تو ان کے لیے ان کے رب کے یہاں اجرِ عظیم ہے اور انہیں نہ کوئی خوف ہوگا نہ غم۔ (سورۂ بقرہ : ۲۷۴)

(ب) وہ جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی، نہیں خرچ کرتے اس کو راہِ خدا میں ان کو خوشخبری سنادو دردناک عذاب کی اُس روز کہ اِس سونے چاندی کو نارِ جہنم میں تپایا جائے گا اور اس سے داغا جائے گا ان کی پیشانیوں کو اُن کی کروٹوں اور کمروں کو اور کہا جائے گا یہ وہ ہے جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے اپنے لیے پس چکھو اِس کو جس کو تم نے اپنے لیے جوڑ جوڑ کر رکھا تھا۔'' [۱]

لیکن بلا مقصد شب و روز دولت کی تقسیم بھی اسراف ہے اس کو شکر نہیں کہا جا سکتا بلکہ صرف بے مقصد اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی توہین ہے ایسے بے محل صرف کرنے والے کو ''اخوان الشیاطین'' کہا گیا ہے۔ [۲]

مگر تقسیم با مقصد کے لیے سب سے پہلے غور کرنا ہوگا کہ خود دولت کا مصرف کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ دولت مند بناتا ہے تو اس کی حکمت کیا ہوتی ہے اور دولت مند بننے والے کا مقصد اور اس کا فرض کیا ہے اور تقسیم دولت کا مقصد کیا ہونا چاہیے۔ ذیل کے عنوانات ملاحظہ فرمائیے اُمید ہے کہ اِن کے جوابات سے آپ محظوظ ہوں گے۔

دولت کا مقصد :

معیشت یعنی زندگی گزارنے کا سامان اور کار برآری۔ [۳]

---

[۱] سورۂ توبہ : ۳۴، ۳۵ [۲] سورۂ بنی اسرائیل : ۲۷ [۳] سورۃ الاعراف : ۱۰ ، سورۂ زخرف : ۳۲

دولت مند بنانے کا مقصد :

ابتلاء و امتحان یعنی یہ کہ جب انسان اپنے ہرے بھرے کھیت، شاداب باغات، عالیشان فیکٹریاں، عظیم الشان کارخانے دیکھے تو اُس کے ضمیر کا احساس و اعتراف یہ ہو کہ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے یہ اُس کا لطف و کرم ہے کہ اُسی نے مجھے اس احسان سے نوازا میری اپنی طاقت کچھ نہیں ہے نہ میری تدبیر کارآمد نہ میری قوتِ عمل نتیجہ بخش، جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی عطا ہے

یا قارون کی طرح یہ کہے : ''یہ جو کچھ ہے میری فنی مہارت کا نتیجہ ہے کسی کا کیا احسان'' ۱

حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جب ملکہ بلقیس کے ہدایا پیش ہوئے تو آپ نے فرمایا :

''جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمایا ہے وہ اِس سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے۔'' ۲

لیکن یہ بہتر جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ہے وہ کیا ہے ؟ اور کیوں ہے ؟ ؟

تو حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں یہ میرے رب کا فضل و احسان ہے اور اس لیے ہے کہ وہ میرا امتحان لے کہ میں اُس کے فضل و انعام کا اعتراف کرتے ہوئے اُس کا شکرادا کرتا ہوں یا چشمِ انصاف کو بند کر کے اُس فضل و احسان کا انکار کرتا ہوں اور کافرونا سپاس بنتا ہوں۔'' ۳

دولت مند کا فرض :

(الف) قارون سے کہا گیا تھا ''جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے اسی طرح تم بھی احسان کرو۔'' ۴

(ب) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : دو اُن (ضرورتمندوں) کو اللہ کے اُس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے۔'' ۵

یعنی دولت کا مفاد یہ ہونا چاہیے کہ احسان و انعام، لطف و کرم، احسان مندی اور شکر گزاری کی فضاء جلوہ گر ہو، دولتمند رب ذوالجلال کا شکر گزار ہو اور خلقِ خدا پر احسان کرے، خلقِ خدا جب اُس کے

---

۱ خلاصہ آیات سورۂ کہف : ۳۲۔۴۲ و سورۂ قصص : ۷۷،۷۸ ۲ سورۃ النمل : ۳۶

۳ سورۃ النمل : ۴۰ ۴ سورہ قصص : ۷۷ ۵ سورۂ نور : ۳۳

لطف و کرم سے فیضیاب ہوگی تو اُس کے دل میں محبت اور خیر خواہی کا جذبہ پیدا ہوگا، اس طرح انسانی اُخوت کی چادر پھیلے گی اور گلشنِ انسانیت بار آور ہوگا۔ اسلام یہ ہرگز گوارا نہیں کرتا کہ دولت جس کے معنی ہیں ''لین دین'' اس کی گردش چند افراد میں منحصر اور محصور ہو کر رہ جائے۔

تقسیمِ دولت کا مقصد :

(الف) تزکیۂ باطن یعنی بخل، حرص، طمع، خود غرضی، حُبِ مال جیسی ذلیل خصلتوں سے دل کو پاک کرنا۔ آنحضرت ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا تھا :

''(اے رسول) ان لوگوں کے مال سے صدقہ لو کہ ان کو (بخل وغیرہ کی بری خصلتوں سے) پاک کرو اور ان کا تزکیہ کرو (یعنی ان کو سدھاؤ اور ان کی تربیت کرو کہ ہمدردیٔ خلقِ خدا، سخاوت، سیر چشمی اور امدادِ باہمی جیسے اخلاق کے وہ عادی ہو جائیں اور یہ باتیں ان کی طبیعتِ ثانیہ بن جائیں) ان میں جذبۂ ایثار جلوہ گر ہو کہ وہ دوسروں کی ضرورت کو مقدم رکھیں۔''

جیسے حضراتِ انصار کے متعلق ارشادِ ربانی ہے کہ

''وہ حضرات مہاجرین کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود اُن کو سخت ضرورت اور حاجت ہوتی ہے اور وہ ضرورت مند ہوتے ہیں۔'' [۱]

(ب) ضرورت مندوں کی امداد۔

(ج) قومی، ملی اور ملکی ضرورتوں کو پورا کرنا۔

تقسیمِ دولت کے مقصد پر بحث کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ اِرشاد سامنے رہنا چاہیے کہ ''میں ان (عبادت گزاروں) سے کسی رزق کی خواہش نہیں رکھتا، نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا کھلایا کریں، وہ ذاتِ برحق جو اللہ ہے وہ خود رزاق ہے بہت مضبوط طاقت رکھنے والا'' [۲]

''اے لوگو ! محتاج تم ہی ہو (اللہ محتاج نہیں) وہ بے نیاز ہے مستحق حمد۔'' [۳]

---

[۱] سورۂ حشر : ۹ [۲] سورۃ الذاریات : ۵۸ [۳] سورۂ فاطر : ۱۵

اس کے بعد سورۂ محمد کی آخری آیت کا ترجمہ مطالعہ فرمائیے جو تقسیمِ دولت کے مقصد پر روشنی ڈال رہی ہے اس آیت میں اصحابِ دولت کو خطاب ہورہا ہے، مضمون یہ ہے :

''دیکھو، دیکھو ! تم ہی کو خاص تم ہی کو دعوت دی جارہی ہے کہ راہِ خدا میں خرچ کرو پھر تم میں سے کچھ وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں، یاد رکھو جو بخل کرتا ہے وہ خدا سے نہیں خود اپنے آپ سے بخل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں وہ بے نیاز ہے، (یہ تعلیمی، تعمیری، ترقیاتی اور دفاعی ضرورتیں خود تمہاری ضرورتیں ہیں جن کی بنا پر اگر تم اپنی حیثیت میں دولت منداور مستغنی بھی ہو تب بھی) تم ضرورت مند ہو، (اس حقیقت کو سمجھو اور پورے حوصلہ سے خرچ کرو) اور اگر خرچ سے منہ موڑتے ہو (تو یقین رکھو تباہی اور بربادی تمہارا انتظار کررہی ہے مگر برباد تم ہوگے خداوند عالم کی ذات بے نیاز ہے اُسے کبھی زوال نہیں تم فنا ہوجاؤ گے) تو اللہ تعالیٰ کسی دوسری قوم کو تمہارا بدل کردے گا وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔ [1]

تشریح :

اس کی تشریح یہ ہے کہ غریبوں کا پیٹ بھر دینا، ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرنا، بیمار کی تیمارداری، یتیم کی پرورش اگرچہ بابرکت کارِخیر ہیں مگر اِن سے ملت کی تمام ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں اُمتِ اسلامیہ جس کا فرضِ منصبی یہ ہے کہ(حق وصداقت کی علمبردار بن کر پوری دنیا کو مشاہدہ کرائے کہ حق بلند رہتا ہے وہ مغلوب نہیں ہوتا اور وہ دستورِ اساسی اور کانسٹی ٹیوشن یا مینوفیسٹو جس کو'' کلمۃ اللہ'' اور قانونِ خداوندی کہنا چاہیے صرف اُسی کو حق حاصل ہے کہ وہ بلند و بالا رہے۔'' [2]

وہ اپنے نصب العین میں کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک روحانی عظمت واحترام، اخلاقی برتری اور شریفانہ اقتدار کے ساتھ ماڈی ترقیات میں بھی اس کا قدم سب سے آگے نہ ہو اور اتنا آگے کہ دوسرے قدم وہاں تک پہنچتے پہنچتے تھک جائیں چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے :

---

[1] سورۂ محمد : ۳۸ [2] سورۂ توبہ : ۴۰

''حریفوں کے مقابلہ کے لیے اپنی طاقت یعنی ایسا تمام فوجی، دفاعی اور جارحانہ سامان تیار رکھو جس سے ان کو مرعوب اور ہیبت زدہ کرتے رہو جو موجودہ حریف و مقابل ہیں، ان کے علاوہ وہ بھی مرعوب رہیں جن کے متعلق مستقبل میں خطرہ پیش آنے والا ہو اور اس پر جو کچھ خرچ کرو گے اُس کا پورا پورا اَجر اللہ کے یہاں تم کو دیا جائے گا۔'' (سورۃ الانفال : ٦٠)

اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ صرف دفاعی نہیں بلکہ جارحانہ اقدامی طاقت بھی اتنی مضبوط اور مستحکم ہو کہ سرد جنگ میں دوسری قومیں ہیبت زدہ رہیں، اس درجہ طاقت فراہم کرنے کے لیے کتنی دولت کی ضرورت ہے ! تقسیم دولت کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ اس ضرورت کو پورا کیا جائے خواہ اِس کے لیے کتنی ہی قربانی کرنی پڑے ! ! اس ضرورت سے چشم پوشی کی جائے تو اگرچہ آپ کی تجوریاں سنہری سکوں سے بھری ہوئی ہیں مگر آپ اپنے ہاتھوں ملت کو تباہ کر رہے ہیں، ملت تباہ ہوگی تو یقیناً آپ بھی تباہ و برباد اور ذلیل و خوار ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

''راہِ خدا میں خرچ کرو اور خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' (سورۃ البقرہ : ۱۹۵)

تقسیم دولت کی قسمیں :

(۱) پہلی قسم ''فریضۃ من اللّٰہ'' یعنی وہ تقسیم جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر فرمادی گئی ہے اس کی تعین و تشخیص میں حکومت کا کوئی دخل نہیں ہے، حکومت اس کا مطالبہ نہ کرے یا بالفرض حکومت معاف کردے تب بھی صاحبِ ایمان اس سے سبکدوش نہیں ہوتا یہ فریضہ زکوۃ ہے اور اس سے ملحق واجبات مثلاً صدقہ فطر یا عشر (جس کو زکوۃ الارض کہا جاتا ہے) یہ صاحبِ نصاب پر ہر سال اس طرح لازم ہوتا ہے کہ جیسے ہی سال کے آخری دن کی شام ہو، دولت کا یہ حصہ اُس کی مِلک سے نکل کر ضرورتمند و مستحق کا حق بن جاتا ہے یہ حصہ اُس کا نہیں رہتا، وہ اگر اس میں تصرف کرتا ہے تو دوسرے کے حق میں تصرف کرتا ہے اور اس کی آمیزش سے اپنے پورے سرمایہ کو ناپاک کر لیتا ہے۔

اس کا مصرف بھی متعین ہے کہ صرف ضرورت مند مسلمانوں کو یہ رقم دی جاسکتی ہے، حکومت یا ملت کے دوسرے کاموں میں خرچ نہیں کی جاسکتی۔

(۲) دوسری قسم وہ ہے جس کو ''فریضۃ من اللّٰہ'' نہیں فرمایا گیا بلکہ اس کو قرضِ حسن یا احسان یا اِنفاق فی سبیل اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے، یہ من جانب اللہ مقرر اور محدود نہیں ہے اس کا تعلق ملی اور قومی ضرورتوں سے ہے اس کی کوئی حد بھی مقرر نہیں ہے، اس کی حد مقرر کرنا ان کا فرض ہے جو اُمت کے اُولی الامر (اربابِ حل وعقل اور اصحابِ اقتدار) ہیں، اس سلسلہ میں ایک طرف ارشادِ ربانی یہ ہے :

''اللہ نے خرید لیں ایمان والوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال، وعدہ یہ ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔'' [1] دوسری جانب یہ ہے :

''آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں ؟ آپ فرما دیجیے جو زائد ہو۔'' [2]

اللہ کے لیے قرض :

حکومتیں دفاعی ضرورتوں یا ترقیاتی منصوبوں کے لیے قرض لیتی ہیں، کیا عجب ہے ''قرض'' کی اصطلاح انہوں نے قرآنِ حکیم سے سیکھی ہو، اگرچہ اس اصطلاح پر جس طرح عمل کیا جاتا ہے وہ منشائے قرآنی کے سراسر خلاف ہے کیونکہ وہ قرض کے مقصد اور منشاء کو مسخ کر دیتا ہے، حقیقت یہ ہے قرآنِ پاک جس کو قرض کہتا ہے اُس کا اثر یہ تو ہوسکتا ہے کہ دولت مند کی اُبھری ہوئی سطح پست ہو جائے اور وہ مساوی سطح پر آجائے کیونکہ اس قرض میں کبھی پوری دولت کا بھی مطالبہ ہو جاتا ہے کہ جو کچھ افزود ہے اُس کو خرچ کر ڈالو۔ [3] لیکن یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ غریب کی غربت بڑھ جائے اور پسماندہ طبقہ پست سے پست تر ہو جائے، امیری اور غریبی میں اگر پہلے فاصلہ دس گز تھا تو وہ اس سے کہیں زیادہ ہو جائے گا کیونکہ حکومت کا قرض سود سے خالی نہیں ہوتا، سود مختلف ٹیکس لگا کر عوام سے وصول کیا جاتا ہے اور قرض دینے والے کو ادا کیا جاتا ہے، غریب جو ٹیکس ادا کرتا ہے اُس کے عوض میں اسے کچھ نہیں ملتا لیکن دولتمند کے ٹیکس کی تلافی اس سود سے ہو جاتی ہے جو اُسے دیے ہوئے روپے پر ملتا ہے جس کی وجہ سے

[1] سورہ توبہ : ۱۱۱ [2] سورۃ البقرۃ : ۲۱۹ [3] سورۃ البقرہ : ۲۱۹

اس کی دولت صرف محفوظ ہی نہیں رہتی بلکہ مع منافع صحیح سالم واپس ہوتی ہے۔ لیکن دینِ کامل جس کو قرض کہتا ہے اور جس کا وہ بار بار مطالبہ کرتا ہے اُس کا کوئی منافع قرض دینے والے کو نہیں ملتا، اس کے متعلق منافع کا وعدہ ہے کہ کم از کم دس گنا، سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زائد دیا جائے گا مگر دنیا میں نہیں آخرت میں، اللہ تعالیٰ کے خزانۂ عامرہ سے دیا جائے گا جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

احساسِ فرض اور جذبات میں انقلاب :

ملت ہیئتِ اجتماعی کا نام ہے اس کا وجود افراد کی شکل میں ہوتا ہے [۱] پس فرائض ملت بھی افراد کے فرائض ہوتے ہیں اس لیے وہ تمام فرائض جو قوم وملت یا حکومت کے فرائض قرار دیے جاتے ہیں قرآنِ حکیم میں اُن فرائض کے لیے مسلمانوں کے افراد کو مخاطب فرمایا گیا ہے حتی کہ جہاد جیسے اجتماعی فرض کے لیے بھی خطاب افراد ہی کو ہے ﴿ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ﴾ [۲] ﴿ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ﴾ [۳]

اس اسلوب کا فائدہ یہ ہے کہ خود افراد میں احساس پیدا ہو، ''قانون'' ایک ''جبر'' ہوتا ہے اس کے سامنے لوگوں کی ''گردنیں'' جھک جاتی ہیں مگر ''دل'' نہیں جھکتے ان کے دلوں کی اصلاح نہیں ہوتی قانون کا تقاضا کچھ اور ہوتا ہے اور دلوں کا جذبہ کچھ اور بلکہ اکثر وبیشتر مخالف، دینِ کامل اس کو پسند نہیں کرتا۔

انقلابی نعرے عموماً باعثِ فساد ہوتے ہیں، ملک میں ہنگامے برپا کرتے ہیں، انقلابی قانون کا نفاذ بسا اوقات لوگوں کی لاشوں پر ہوتا ہے، دینِ کامل اس کے برخلاف دلوں کی دنیا بدلنا چاہتا ہے اُس کا مطمحِ نظر یہ ہوتا ہے کہ انقلاب خود جذبات میں ہو۔ بخل، خود غرضی، حرص وطمع وغیرہ کے جذبات ختم ہوں، ان کی جگہ ایثار، قربانی، عدل وانصاف، حق پرستی اور حق پسندی کے جذبات اُبھریں، وہی طبیعتِ ثانیہ بن جائیں اور دل ودماغ پر ایسے مسلط ہو جائیں کہ ان کے لیے جان دے دینا بھی اس کے لیے آسان ہو جائے بلکہ ان کے لیے اپنی جان قربان کر دینے کو اپنے لیے بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی سمجھے، اسلامی جہاد یہی ہے اور اس جہاد کے لیے دشمن کو مارنے کے بجائے اپنے نفس کو مارنا ضروری ہوتا ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

[۱] یعنی افراد کی تشکیل سے جو اجتماعی ہیئت حاصل ہوتی ہو۔ [۲] سورۂ توبہ : ۴۱ [۳] سورۃ الحدید : ۱۱

''مجاہد وہ ہے جس نے اپنے نفس سے جہاد کیا ہو۔ مہاجر وہ ہے جواُن سب باتوں کو چھوڑ دے جو حق و صداقت کے خلاف ہیں۔'' ۱

جہاد فی سبیل اللہ کی رُوح دشمن کو مارنا نہیں وہ ایک وقتی فعل ہوتا ہے، جہاد فی سبیل اللہ خود اپنے آپ کو قربان کرنا ہے، یہی ہے اِس کی روح یعنی ایثار، قربانی، سراسر قربانی۔

تقسیمِ دولت کی تیسری قسم :

جب ایک مسلمان اس دارِ فانی سے رختِ سفر باندھنے لگتا ہے اور وقت آتا ہے کہ چار و ناچار اپنے تمام مقبوضات سے دستبردار ہو تو وہ ملکیت جس کی حقیقت عاریت اور امانت تھی اس کا چولا خود بخود اُتر جاتا ہے، زندگی میں اس کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ دولت تقسیم کرے اور اخلاقی کمالات پیدا کرے مگر اب ہدایت کرنے کا موقع نہیں رہا کیونکہ اس کی ملکیت ختم ہو چکی ہے، اب مال براہِ راست خدا کی مِلک میں ہے اُس نے اس کے لیے ایک قانون بنا دیا ہے یعنی قانونِ وراثت۔ اب یہ مال اس قانون کے بموجب تقسیم کیا جائے گا اور کسی کو حق نہیں ہوگا کہ اِس میں رخنہ انداز ہو سکے۔

اس سلسلے میں ارشادِ ربانی ہے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کو ایسی جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے ہمیشہ ہمیشہ نہریں بہتی ہوں گی اور اس کے حق میں بہت بڑی کامیابی ہوگی اور جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے سرتابی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو داخل کر دے گا نارِ جہنم میں، وہ ہمیشہ ہمیشہ اُسی میں رہے گا اور اُس کے لیے عذاب ہوگا ذلیل کرنے والا۔'' معاذ اللہ ۲

(جاری ہے)

۱ بخاری شریف ۲ سورہ النساء : ۱۳،۱۴

سلسلہ تقاریر نمبر ۱۳ قسط : ۲

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے اَنوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے حضرتؒ کے متوسلین وخدام سے اِلتماس ہے کہ اگراُن کے پاس حضرتؒ کی تقاریر ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عند الناس مشکور اور عند اللہ ماجور ہوں۔ (اِدارہ)

بیعت کی شرعی حیثیت

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حضور ﷺ کے زمانہ میں حصولِ احسان کا طریقہ :

آقائے نامدار علیہ الصلٰوۃ والسلام تو ایک روحانیت کے آفتاب تھے جو بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہوا اُس کے دل کی حالت اور ہوگئی اور اسی وجہ سے تمام اہلِ سنت والجماعت کا متفقہ مسئلہ ہے کہ صحابی چاہے آپ کی خدمت میں چند منٹ ہی رہا ہو جو اسلام کے ساتھ آقائے نامدار علیہ الصلٰوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہ بعد کے آنے والے بڑے سے بڑے ولی سے، بڑے سے بڑے متقی سے، بڑے سے بڑے پرہیزگار سے افضل اور اعلیٰ ہے، کوئی بعد کا آنے والا ولی صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، متفق علیہ مسئلہ ہے کیونکہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی روحانی طاقت بجلی سے بھی زیادہ تر قوت رکھنے والی تھی، دلوں کو دماغ کو روشن کرنے والی تھی اس واسطے اُس وقت میں بڑی بڑی ریاضتوں کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، بس ضرورت اِس بات کی تھی کہ آقائے نامدار علیہ الصلٰوۃ والسلام کی مجلس میں اخلاص کے ساتھ حاضر ہو جائے آدمی، مگر جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آپ کی جدائی کے بعد وہ حالت باقی نہ رہی اگرچہ زمانہ ہے صحابہ کرام کا اور اُن لوگوں نے روحانی روشنی آقائے نامدار علیہ الصلٰوۃ والسلام سے حاصل کی ہے۔

حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد حصولِ ''احسان'' کا طریقہ :

مگر آپ کے اوجھل ہو جانے کی وجہ سے ان کی قوتوں سے کمی ہوتی گئی، اسی طرح جتنا بھی زمانہ دُور ہوتا گیا اُسی قدر رُوحانی اور قلبی روشنی کے اندر صفائی کے اندر کمی ہوتی گئی۔ تو جس طرح سے برتن کے صاف کرنے میں مانجھنے میں اگر اُس کے اُوپر میل کچیل کچھ کم ہو تو معمولی طور سے مانجھنے سے وہ زنگ دُور ہوتا ہے اور زیادہ ہو تو پھر ریتے سے مانجھنے سے اور مختلف طریقوں سے مانجھا جاتا ہے تب جاکر کے صاف ہوتا ہے، تو وہی احسان حاصل کرنا تصوف کا مقصد ہے۔

تصوف کا مقصد :

تصوف سے کوئی نئی چیز حاصل کرنا مقصد نہیں ہے جس چیز کو حضرت جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام کی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے وہی مقصد ہے مگر زمانے کے دُور ہونے کی وجہ سے دُنیاوی لذائذ کی طرف طبیعتوں کے مائل ہونے کی وجہ سے زیادہ مانجھنے کی ضرورت پڑی، اس واسطے جو بڑے تجربہ کار تصوف میں تھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت شبلیؒ اور سری سقطیؒ، یہ بڑے بڑے لوگ تھے امام تھے تصوف کے، ان لوگوں نے اپنے تجربہ سے ذکر کرنے میں، ریاضت کرنے میں، مجاہدے کرنے میں جو چیزیں نکالیں اُن کو بعضے لوگ اعتراض کی نظر سے دیکھتے ہیں، نقشبندیہ طریقہ میں، قادریہ طریقہ میں اور دوسرے طریقوں میں ذکر کرنے کے اُصول ذکر کیے گئے ہیں، اُن پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہ بارہ تسبیح، نہ پاسِ اَنفاس، .... نہ اور کسی قسم کے جتنے اَذکار اور مراقبے تعلیم کیے جاتے ہیں ان طریقوں میں، تو اُس (زمانہ) میں کسی حدیث میں اِن کا تذکرہ نہیں ہے، یہ تو بدعت ہوئی، یہ شبہ لوگوں کو پڑتا ہے اور اس پر لوگ اعتراض کرتے ہیں مگر یہ غلط چیز ہے۔

وسائل کا بدلنا بدعت نہیں ہے، آلاتِ جہاد کی مثال :

جنابِ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جہاد کے لیے تلواروں کا، تیر اور کمان کا، نیزوں کا

تذکرہ آتا ہے آپ کے زمانے میں بندوقوں کا، توپوں کا، مشین گنوں کا، ہوائی جہازوں کا، گرینیڈ کا، سرنگوں کا، بم کا اور آتشیں بم کا، ان چیزوں کا کوئی تذکرہ نہیں، آج اگر مسلمانوں کو شرعی جہاد کرنے کی نوبت آئے اور آتی رہی ہے تو کیا آج آپ یہی کہیں گے کہ فقط تلوار سے جنگ کرنی چاہیے، جہاد فقط تلوار سے، فقط نیزے سے، فقط اُس تیر اور کمان سے جو آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھا اُسی سے مقابلہ کرنا چاہیے اگر ایسا کروگے تو دشمن اپنی مشین گنوں سے اور توپوں سے دُور ہی سے ہم کو فنا کردے گا جیسے وہ ہتھیار مہیا کرتا ہے ہم کو ویسے ہی ہتھیار مقابلہ کرنے کے واسطے تیار کرنا چاہئیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ﴿ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ ﴾ [۱] جو تم سے قوت ہوسکے دشمنوں کے مقابلہ کے واسطے تیار کرو۔ تو مقصود یہ ہے کہ جس قسم کی ضرورت پڑے اِعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جو اصلی مقصود جہاد سے ہے، دین کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے جیسی ضرورت پڑے اُس کو اختیار کرو تو جیسی ضرورت پڑے جس سے تم دشمن کو شکست دے سکو اُس کو ہتھیار کے طور پر تیار کرو اور مقابلہ کرو۔ تو اسی طرح سے جس زمانہ میں آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود تھے آپ کا زمانہ قریب تھا اُس وقت میں تھوڑا ذکر کرنا تھوڑی ریاضت کرنی کافی ہوتی تھی، جب ہم دُور پہنچ گئے تو دل زیادہ تر زنگ آلودہ ہوگئے، اس کے واسطے بڑی بڑی ریاضتیں، چلہ کھینچنا، دن رات ذکر کرنا، پاسِ اَنفاس کرنا، ذکر قلبی کرنا اور زیادہ اس میں کوشش کرنا ضروری ہوگیا، مقصود ایک ہی ہے مگر ضرورت کی حیثیت سے زمانہ کی حیثیت سے ماحول کی حیثیت سے صفائی اور احسان کے حاصل کرنے میں طریقہ دوسرا ہے۔

قرآن پر حرکات کی مثال :

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن شریف پر زیر زبر نہیں لگا ہوا تھا آپ نے لکھوایا علیحدہ علیحدہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب کو جمع کردیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سب کو ترتیب دے دیا مگر ترتیب دینے کے بعد زیر زبر کوئی نہیں لگا ہوا تھا، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی عربی زبان تھی، بغیر زیر زبر کے صحیح قرآن

---

[۱] سُورۃ الانفال : ۶۰

پڑھتے تھے جیسے ہم آج اُردو کی عبارت بغیر زیر زبر کے دیے ہوئے ہمارے پاس آتی ہے تو صفحوں کے صفحے صحیح پڑھ جاتے ہیں کوئی غلطی نہیں ہوتی مگر آج اگر کسی بنگالی سے برمی سے انڈونیشیا والے سے یہ کہا جائے کہ اُردو کی عبارت صحیح طرح پر پڑھو تو وہ نہیں ادا کرسکتا اس لیے کہ وہ ناواقف ہے تو اسی طرح سے آج ہم اگر قرآن میں زیر زبر نہ لگا ہو اگر نقطے نہ لگے ہوں تو ہم بغیر اس کے صحیح نہ پڑھ سکیں گے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو جمع کیا قرآن اُس میں نہ زیر ہے نہ زبر ہے نہ پیش ہے، نہ جزم ہے، نہ ''ب'' کے نیچے ایک نقطہ ہے، نہ ''ی'' کے نیچے دو نقطے ہیں، نہ ''ت'' کے اُوپر دو نقطے ہیں، یہ کچھ بھی نہیں ہے اور وہ سب صحیح پڑھتے تھے، مگر تھوڑے ہی زمانے کے بعد جب لوگوں کا میل جول باہر والوں کے ساتھ ہوا تو ضرورت سمجھی گئی زیر زبر لگانے کی، تشدید کے لگانے کی، جزم کے لگانے کی، نقطے کے دینے کی، اب اگر کوئی بیوقوف یہ کہے کہ یہ زیر زبر لگانا بدعت ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں پایا گیا تو اُس کو بجز اِس کے کہ یہ کہا جائے کہ احمق ہے اور کچھ نہیں، وہ تو اس ضرورت کی بناء پر ہے کہ ہم کو حکم ہے قرآن کی تلاوت کرنے کا اس کے معنی سمجھنے کا مگر تلاوتِ قرآن کی اُس زمانے میں بغیر زیر زبر کے ہوتی تھی۔

آج تلاوتِ قرآن کی ہم تو ہم آج مدینہ کا رہنے والا مکہ کا رہنے والا جس کی مادری زبان عربی ہے صحیح قرآن بغیر زیر زبر کے بغیر نقطوں کے نہیں پڑھ سکتا ہے، جس طرح ہم محتاج ہیں علمِ نحو کے، علمِ صرف کے، علمِ لُغت کے، آج عرب بھی محتاج ہیں اس کے تو بھائی زمانہ کی حیثیت سے احوال بدلتے رہتے ہیں مگر ایسے احوال جو کہ مقصود کے بدلنے والے نہ ہوں ایسے احوال کو سنت ہی کہا جائے گا۔

کھانا پکانے کی مثال :

اگر آپ نے کسی کو روٹی پکانے کے لیے مقرر کیا تو اب روٹی پکانا یا اس کا حکم دینے کے یہ معنٰی ہوں گے کہ تو آگ بھی جلا، لکڑی بھی لا، چولہا بھی لا، توا بھی لا، سب چیزوں کو مہیا کر، اگر کسی جگہ لکڑی نہیں ملی تو پتھر کے کوئلے، کسی جگہ یہ نہیں ملے تو اُپلوں کو استعمال کیا جائے گا، غرض یہ کہ جس چیز کے اُوپر روٹی پکانا موقوف ہو اُسی کا اَمر ہوگا، تو اسی طرح سے جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں

''احسان'' کے حاصل کرنے کے لیے (دلوں کا) زنگ کم ہونے کی وجہ سے اِن اَذکار کی ضرورت نہیں تھی، آج ہم کو ہمارے تجربہ کار مرشدوں نے بتلایا کہ اس طرح سے کرو، اب اگر آپ کہیں کہ اس طرح کا ذکر کرنا بدعت ہے تو یہ غلط فہمی ہے۔

ذکر اللہ کا حکم قرآن میں :

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا قرآن میں، ایک جگہ نہیں دو جگہ نہیں، ذکر کرنے کی بڑی تاکید فرمائی : ﴿ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ ﴾[۱] حکم دیا گیا کہ نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے اور کروٹوں پر، اپنی کروٹیں لیتے ہوئے، کوئی حد نہیں، قید نہیں لگائی گئی، ذکر کرو لفظ ''اللّٰہ'' کا یا ''لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ'' کا یا ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' کا ضرب کے ساتھ کرو یا بلا ضرب کرو، قرآن شریف میں فرمایا گیا ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ﴾[۲] ''اے ایمان والو ! اللہ کا بہت ذکر کرو۔'' فرمایا جاتا ہے : ﴿ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَ لَا تَکْفُرُوْنِ ﴾[۳] ''تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا تم کو یاد کروں گا تم مجھ کو یاد کرو۔''

تو کوئی قید نہیں لگائی گئی کس طرح سے ذکر کیا جائے، مطلقاً ذکر کرنے کا حکم دیا گیا، اب اگر ہم نے ہمارے بڑوں نے تجربہ کار لوگوں نے یہ کہا کہ ذکر کرو سانس کے ساتھ، ذکر کرو دل میں دل کے ساتھ، ''رُوح'' کا ذکر، ''سِر'' کا ذکر، ''خفی'' کا ذکر، تو یہ کوئی چیز بھی بدعت نہیں ہوگی کیونکہ مطلقاً جیسے حکم دیا گیا تھا جہاد کرنے کا کہ دشمن کی طاقت کو کمزور کرنے کے لیے اسلام کی ہیبت کو بٹھلانے کے واسطے جہاد کرو ﴿تُرْھِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ وَ عَدُوَّکُمْ﴾ چاہے تلوار سے ہو، چاہے تیر سے ہو، چاہے توپوں سے ہو، چاہے مشین گن سے ہو، جس طریقہ سے تم اس بات کو انجام دے سکو، جیسے کہ ہم کو قرآن کی تلاوت کا حکم دیا گیا چاہے زیر زبر سے یا اس کے طبع کرنے سے، چھاپنے سے، لکھنے سے، عکسی قرآن بنانے سے، یہ جتنی چیزیں ہیں سب کی سب حکم ہی کے اندر آتی ہیں۔

---

[۱] سُورۃ النساء : ۱۰۳ [۲] سُورۃ الاحزاب : ۴۱ [۳] سُورۃ البقرۃ : ۱۵۲

سفرِ حج کی مثال :

ہم کو حکم دیا گیا حج کرنے کا، حج کرنے کے لیے پہلے زمانہ میں اُونٹوں کی ضرورت پڑتی تھی آج ہم کو موٹروں سے نہیں بلکہ جہازوں سے سفر کرنا پڑتا ہے، وہاں جا کر کے موٹروں سے لاریوں سے بسوں سے سفر کرنا پڑتا ہے، تو اب اگر کوئی بیوقوف شخص کہتا ہے کہ ہم ہندوستان سے حج کے لیے جائیں گے اُونٹ ہی کے اُوپر سوار ہو کر، تو بتلائیے کہ حج کو ہم ادا کر سکیں گے ؟ ہمیں جدہ پہنچنے کے بعد لاریوں کے بغیر موٹروں کے بغیر جانا مشکل ہے بسا اَوقات ممکن نہیں تو چونکہ مقصد ہے بیت اللہ کی حاضری جس طریقہ پر ممکن ہو وہاں پر حاضر ہونا، یہی فرض ہوگا، کوئی چیز بدعت نہیں قرار دی جائے گی، مقصد وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا حکم دیا گیا تھا، مقصد میں کوئی تغیر نہیں ہے، زمانہ کی ضرورتوں کی حیثیت سے وسیلوں میں فرق پڑ گیا، ذریعوں میں فرق پڑ گیا۔

تو میرے بزرگو ! آج یہ کہنا کہ سلوک میں تصوف کے اندر جو باتیں صحیح ذکر کی گئی ہیں وہ بدعت ہیں یہ غلط ہے وہ سب کی سب مامور بہٖ ہیں وہ حکم ہے، تو اصلی مقصد اس تصوف کے اندر ''احسان'' کو حاصل کرنا ہے ''احسان'' کے حاصل کرنے کے لیے جو طریقے خلافِ شریعت نہیں ہیں جب عمل میں لائے جائیں گے تو وہی شریعت کا حکم ہوگا۔

غیر شرعی اسباب اختیار کرنے کی ممانعت :

ہاں اگر کوئی طریقہ ایسا اختیار کرتا ہے مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ مجھ کو تو اللہ تک پہنچنے کے واسطے قوالی چاہیے ڈھول چاہیے مجرا چاہیے ڈوم گانے والے چاہئیں، یہ چیزیں ایسی وہ اختیار کرتا ہے جو کہ شریعت کے خلاف ہیں، جناب رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ کرامؓ نے ان چیزوں کی ممانعت کی ہے تو یہ غلط ہے اور جو چیزیں ممانعت کی نہیں ہیں وہ تو اصلی سنت میں داخل ہیں۔

اب بیعت کے متعلق یہ خیال کرنا کہ یہ خلافِ شریعت ہے بالکل غلط چیز ہے بیعت میں جیسا کہ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ﴾

''وسیلہ'' اُسی چیز کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعے سے کوئی کامیابی ہو سکے جو شخص واقف ہے کسی راستے کا اُس کو ساتھ لینا سفر کرنے کے لیے ضروری ہے۔

حضور ﷺ کا سفرِ ہجرت :

آقائے نامدار ﷺ ہجرت کرتے ہیں مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کو تو عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاُرَیْقِطِ اللَّیْثِیُّ جو کہ کافر تھا مگر راستہ سے واقف تھا اُس کو ساتھ لیتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے سے دو سانڈنیاں، دو اُونٹنیاں جو نہایت مضبوط تھیں پہلے سے خریدیں اور خرید کر کے عبداللہ ابن الاریقط جو کہ راستہ کا بڑا ماہر تھا اُس کے پاس رکھا اور کہا کہ اِن اُونٹنیوں کو اچھے سے اچھا چارہ کھلاؤ اور ہم کو جب ضرورت ہوگی اپنے سفر کے واسطے ان اونٹنیوں کو لیں گے اور تجھ کو ساتھ لے کر کے سفر کریں گے، اب جناب رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کرنے کے لیے رہبر کی ضرورت پڑی، رہنما کی، راہ دکھانے والے کی ضرورت پڑی، بغیر راہ دکھلانے والے کے دُنیا کا سفر اور اپنے ہی ملک کا سفر ممکن نہ ہوا۔ تو اس واسطے وہی وسیلہ جس کو یہاں فرمایا گیا ﴿ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ﴾ جس سے تم توسُّل کر سکو اس کے ذریعے سے کامیاب ہو سکو اُس کو تلاش کرو۔

''مرشِد'' راستہ سے واقف اور تجربہ کار ہو :

مرشد کو مرشد اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ راستہ دکھلانے والا ہے، ارشاد کرنے والا ہے، مگر ہر لنگڑے لولے مرشد کو راستہ میں نہیں لیا جاتا راہنمائی کے واسطے، لیا جاتا ہے تو صحیح سالم واقف کار تجربہ کار کو تو اس واسطے فرمایا گیا ﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾[1] سچوں کے ساتھ رہو۔

(جاری ہے)

---

[1] سُورة التوبة : ۱۱۹

قسط : ۱۷

تبلیغِ دین

﴿ حجة الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمة اللہ علیہ ﴾

حَامِدً وَّ مُصَلِّیًا ! اِس زمانے میں اَجزائے دین میں سے اَخلاقِ حسنہ کو عوام نے اِعتقادًا اور خواص نے عمدًا چھوڑ دیا ہے اِس سے جو مفاسدِ دینیہ اور دُنیویہ پیدا ہو رہے ہیں اُس کا یہی علاج ہے کہ اِس کی تعلیم اور اِس کی تنبیہ کی جائے چنانچہ سلف نے اِس میں مختلف و متعدد کتابیں لکھی ہیں اُن سب میں جامع اور آسان تصنیف حجة الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمة اللہ علیہ کی ہے ، اُن میں رسالہ ''اَربعین''، یعنی ''تبلیغ دین'' مختصر اور آسان ہے اَکابرین خصوصیت کے ساتھ اپنے مریدین کو اِس کتاب کے پڑھنے کا اِرشاد فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا عاشق اِلٰہی صاحب رحمة اللہ علیہ کو کہ اُنہوں نے اِس کتاب کا اُردو ترجمہ نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہر اور باطن کی اِصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کو نافع اور مقبول بنائے، خانقاہِ حامدیہ کی طرف اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (اِدارہ)

مذموم اخلاق کی تفصیل اور طہارتِ قلب کا بیان

(۷) ساتویں اصل .... دنیا کی محبت کا بیان :

دنیا صرف مال و جاہ ہی کی محبت کا نام نہیں بلکہ موت سے پہلے جس حالت میں بھی تم ہو وہ سب دنیا ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

حبِ دنیا کی ماہیت :

دنیا کے تمام جھگڑوں، بکھیڑوں اور مخلوقات اور موجودہ چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے کا نام

دنیا کی محبت ہے البتہ علم و معرفت الٰہی اور نیک کام جن کا ثمرہ مرنے کے بعد ملنے والا ہے اُن کا وقوع اگرچہ دنیا میں ہوتا ہے مگر درحقیقت وہ دنیا سے مستثنٰی ہیں اور اِن کی محبت دنیا کی محبت نہیں بلکہ آخرت کی محبت ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ہم نے دنیا کی تمام چیزوں کو زمین کی زینت کا سامان بنایا ہے تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ کون اِن پر فریفتہ ہو کر آخرت ضائع کرتا ہے اور کون بقدرِ ضرورت سفر کا توشہ سمجھ کر اپنی آخرت سنوارتا ہے۔''

ہوائے نفس اشیاءِ دنیا کی محبت کا نام ہے :

یاد رکھو کہ آدمی کو جاہ و مال کے علاوہ زمین کی بھی محبت ہوا کرتی ہے مثلاً مکان بنائے یا کھیتی کرے، نباتات (زمین سے اُگنے والی چیز) کی بھی ہوتی ہے مثلاً جڑی بوٹی ہو کہ اِس کو دواؤں میں استعمال کرے یا ترکاری و دیگر پیداوار یا پھل پھول ہو کہ اس کو کھائے اور مزہ اُڑائے ، اور معدنیات (زمین کی کان سے نکلنے والی دھات) کی بھی محبت ہوتی ہے مثلاً برتن اور اوزار بنائے یا زیور بنوا کر پہنے یا نقد جمع کرے، حیوانات کی بھی محبت ہوتی ہے مثلاً شکار کرے اور کھائے یا ان پر سواری کرے اور اپنی زینت بڑھائے ، اور آدمیوں کی بھی محبت ہوتی ہے مثلاً یہ کہ عورتوں کو منکوحہ اور خادمہ بنائے یا مردوں کو غلام اور نوکر و خدمت گار بنائے ، ان ہی چیزوں کی محبت کا نام ہوائے نفس ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''جس نے اپنے نفس کو خواہش سے روک لیا اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔''

تن پروری مسافرِ آخرت کے لیے مہلک ہے :

یاد رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے اور اِسی میں اکثر باطنی امراضِ مہلکہ غرور، نخوت، کینہ، حسد، ریاء، تفاخر اور بڑھوتری کی حرص پیدا ہوتی ہے اور جب انسان کو حیاتِ دنیوی کی درستی و آرائش کا شوق پیدا ہوتا ہے تو صنعت و حرفت اور زراعت و تجارت کے ناپائیدار مشغلوں میں ایسا پھنس جاتا ہے کہ آگے پیچھے مبداء و معاد (ابتدا و اِنتہا) کی اُس کو کچھ خبر نہیں رہتی اور ظاہر و باطل دونوں دنیا ہی کے ہو رہتے ہیں ، قلب محبت دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور بدن اس کی اصلاح و تدبیر میں مصروف

حالانکہ دنیا توشۂ آخرت ہے اور اس سے مقصود یہی ہے کہ مسافرانِ آخرت باآسانی اپنا سفر ختم کرسکیں گے مگر بے وقوف اور احمق لوگوں نے اسی کو مقصودِ اصلی سمجھ لیا اور طرح طرح کے مشاغل اور قسم قسم کی خواہشوں میں ایسے پڑے جیسے کوئی شخص حج کی نیت سے روانہ ہو اور جنگل میں پہنچ کر سواری گھاس دانہ اور مرکب (سواری) کے موٹا تازہ کرنے کی فکر میں لگ جائے اور ہمراہیوں سے پیچھے رہ جائے، افسوس ہے اُس کی اِس حالت پر کہ تن تنہا جنگل میں رہ گیا اور قافلہ کوچ کر گیا، جس نیت سے چلا تھا یعنی حج وہ بھی ختم ہوگیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ جنگلی درندوں نے موٹی تازی سواری کو بھی چیر پھاڑ ڈالا اور اس کو بھی اپنے منہ کا نوالہ بنا گئے۔

یاد رکھو کہ دنیا آخرت کی کھیتی اور منزل کا پڑاؤ ہے اور تم اپنے جسم خاکی پر سوار ہو کر آخرت کی جانب سفرِ آخرت کر رہے ہو اِس لیے تمہیں چاہیے کہ اپنی سواری گھاس دانہ بقدرِ ضرورت اُٹھاؤ اور سفری ضرورتوں میں کام آنے والا سامان مہیا کر کے وہ بیج بوؤ جس کو آخرت میں کاٹو اور پھر دائمی زندگی آرام سے گزار سکو، اس ماتحت سواری کی پرورش وفربہی میں مشغول ہو جاؤ گے تو قافلہ کوچ کر جائے گا اور تم منزلِ مقصود تک نہ پہنچ سکو گے۔

مسافرانِ آخرت کی تمثیل اور تقسیم :

دنیا میں مخلوق کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کشتی پر کچھ آدمی سوار ہوں اور کشتی کسی جزیرے کے کنارے پر آ ٹھہرے اور کشتی کا ملاح سواریوں کو اجازت دے دے کہ جاؤ جزیرے میں اُتر کر اپنی ضرورتیں پوری کر آؤ مگر ہوشیاری سے کام لینا یہ جگہ خطرناک ہے اور ابھی سفر دُور دراز سر پر ہے غرض سواریاں اُتریں اور اِدھر اُدھر منتشر ہو کر کئی اقسام پر منقسم ہوگئیں۔

بعض تو ضروری حاجت سے فارغ ہوتے ہی لوٹ پڑے اور فضول وقت گزارنا ان کو اچھا معلوم نہ ہوا پس دیکھا کہ کشتی خالی پڑی ہے لہٰذا اپنی پسند کے موافق ساری کشتی میں اعلیٰ درجہ کی ہوادار اور فراخ جگہ منتخب کر کے وہاں بیٹھ گئے۔

اور بعض جزیرہ کی خوشگوار ہوا کھانے اور خوش الحان پرندوں کی سریلی آوازوں کے سننے میں

لگ گئے، سبز مخملی فرش اور رنگ برنگ کے پھول بوٹوں اور طرح طرح کے پتھروں اور درختوں کی گلکاریوں میں مشغول ہوگئے مگر پھر جلد ہی ہوش آ گیا اور فوراً کشتی کی جانب واپس ہوئے یہاں پہنچ کر دیکھا کہ جگہ تنگ رہ گئی ہے اور پُر بہار و پُر فضاء جگہوں پر اُن سے پہلے آ جانے والے لوگ بستر لگا چکے لہٰذا اِس تنگ ہی جگہ میں تکلیف کے ساتھ بیٹھ گئے۔

اور چند لوگ اس جزیرہ کی عارضی بہار پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ دریائی خوشنما سیپیوں اور پہاڑی خوبصورت پتھروں کے چھوڑنے کو اُن کا دل ہی نہ چاہا پس اُن کا بوجھ لاد کر اُنہوں نے اپنی کمر پر رکھا اور سمندر کے کنارے پہنچے کہ کشتی پر سوار ہوں دیکھا کہ کشتی لبریز ہو چکی ہے کہ اُس میں نہ اپنے بیٹھنے کی جگہ ہے نہ فضول بوجھ کے رکھنے کا کوئی امکان ہے اب حیران ہیں کہ کیا کریں اِدھر تو بوجھ کے پھینکنے کو نفس گوارا نہیں کرتا اور اُدھر اپنے بیٹھنے تک کو جگہ نہیں ملتی غرض ''قہر درویش بجان درویش'' نہایت دقت کے ساتھ ایک نہایت تنگ جگہ گھس بیٹھے اور کنکروں پتھروں کے بارِ گراں کو اپنے سر پر لا دلیا اب ان کی حالت کا تم ہی اندازہ کرلو کہ کیا ہوگی، کمر الگ دُکھے گی گردن جدا ٹوٹے گی اور جس معصیت و تکلیف کے ساتھ وقت کٹے گا اُس کو اِن کا ہی دل خوب سمجھے گا۔

اور بعض لوگ جزیرہ کے دل افروز حسن پر ایسے عاشق ہوئے کہ کشتی اور سمندر سب بھول گئے پھول سونگھنے اور پھل کھانے میں مصروف ہوگئے خبر ہی نہ رہی کہا جانا ہے یہاں تک کہ درندوں اور موذی جانوروں کی غذا بننا ہے، آخر جب سب کے بعد بادلِ نخواستہ ساحل پر پہنچے تو کشتی میں نام کو بھی جگہ نظر نہ آئی، تھوڑی دیر بعد کشتی لنگر اُٹھا کر وہاں سے چل دی اور یہ لوگ کنارہ پر کھڑے حسرت بھری نظروں سے اپنے ہمراہیوں کو دیکھتے رہ گئے، آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ جزیرہ کے درندوں نے اِن کو پھاڑ ڈالا اور موذی جانوروں نے اِن کے نازک اور خوبصورت بدن کے ٹکڑے کر دیے۔ یہی حال بعینہٖ دنیا داروں کا ہے اب تم خود غور کر کے سمجھ لو کہ کن لوگوں پر کون سی مثال چسپاں ہوتی ہے۔

جو شخص اپنے نفس کی ماہیت سے واقف ہو گیا اور معرفتِ الٰہی حاصل کر لی اور جس نے دنیا کی حقیقت سمجھ لی وہ خوب سمجھ سکتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت کے بغیر آخرت کی جاوید (ہمیشہ کی) نعمتیں ہرگز

حاصل نہیں ہوسکتیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ دنیا کی محبت کا جمع ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی کا جمع ہونا ناممکن ہے اور جب تک انسان دنیا سے منہ نہ پھیرے گا کہ اِن فانی تعلقات کو منقطع کرے اور بقدرِ ضرورت دنیا پر قناعت کر کے بہ اطمینان ہر لحظہ فکر و ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائے اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا نہ ہوگی اگر تمہاری ایسی حالت ہو جائے اور نورِ بصیرت کے مشاہدے سے یہ اسرار منکشف ہو جائیں تب تو کسی کے سمجھانے اور بتلانے کی حاجت ہی نہیں ورنہ شریعت کے تابع بن کر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی کس قدر مذمت فرمائی ہے تقریبًا تہائی قرآن اِس دل فریب سبزہ زار زہر ہلاہل (زہر قاتل) کی برائیوں سے بھرا ہوا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ ''جنہوں نے سرکشی کی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی وہ جہنمی ہیں۔'' رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''تعجب ہے اُن بندوں پر جو عالم فنا کو سچا سمجھیں اور پھر اِس ناپائیدار پر فریفتہ ہوں۔''

خوب سمجھ لو کہ جو لوگ دنیا کو مقصود سمجھ کر اس کے کمانے میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ سدا پریشان رہتے ہیں کہ اِن کی طلب کبھی ختم نہیں ہوتی اور اِن کی فکر کبھی رفع نہیں ہوتی اِس کی آرزو کبھی پوری نہیں ہوسکتی اِس کا رنج وغم کبھی دُور نہیں ہوسکتا۔

دنیا کی حقیقت کوڑی پر نظر آتی ہے :

حدیث میں آیا ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ایک کوڑے کے ڈھیر پر لا کھڑا کیا جہاں مُردوں کی کھوپڑیاں اور نجاست وغلاظت کے ڈھیر اور بوسیدہ ہڈیاں اور پھٹے پرانے کپڑے پڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ دیکھو ! ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) یہ ہے دنیا کی حقیقت، ایک وقت وہ تھا کہ اِن کھوپڑیوں میں بھی تمہاری طرح اُمیدیں اور آرزوئیں جوش میں تھیں اور حرص اور ہوس سے لبریز تھیں اور آج کس برے حال میں کوڑے پر پڑی ہیں کہ چند روز میں خاک ہو جائیں گی اور اِن کا پتہ ونشان بھی نہ رہے گا اور دیکھو یہ غلاظت اور فضلہ جو تم کو نظر آ رہا ہے وہ تمہاری غذا ہے جس کے پیٹ کے اندر بھرنے میں حلال وحرام کا بھی امتیاز نہیں ہوتا ایک دن تھا کہ رنگ برنگ کے کھانے بن کر تمہارے پیٹ میں تھا اور آج یہاں کوڑے پر کس گندگی کی

حالت میں پڑا ہوا ہے کہ اِس کی بو سے لوگ بھاگتے اور گھنیاتے ہیں، دیکھو یہی پرانے چیتھڑے کسی وقت تمہارے چمک و دمک والے لباس تھے اور آج اِن کو ہوائیں اِدھر اُدھر اُڑائے پھرتی ہیں اور کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا اور یہ دیکھو یہ ہڈیاں کسی دن سواری کے جانور اور مویشی تھے جن پر جانیں دیتے اور قتل وقتال کیا کرتے تھے۔ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) یہ دنیا کی حقیقت ہے جس کا قابلِ عبرت انجام دنیا میں ظاہر ہوگیا پس جس کو رونا ہو روئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک دن دنیا کی حقیقت منکشف ہوئی انہوں نے دیکھا کہ ایک بدصورت بڑھیا بناؤ سنگھار کیے ہوئے زیور و پوشاک پہنے بنی ٹھنی بیٹھی ہے، آپ نے پوچھا کہ اے بڑھیا تو کتنے لوگوں سے نکاح کر چکی ہے ؟ بڑھیا نے جواب دیا کہ بے شمار آدمیوں سے، آپ نے فرمایا کہ ان شوہروں کا انتقال ہوگیا یا تجھ کو طلاق دے بیٹھے ؟ بڑھیا نے جواب دیا کہ طلاق دینے کی ہمت کس کو ہوتی میں نے سب کو مار ڈالا، یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے موجودہ شوہروں پر افسوس ہے کہ اُن کو گزشتہ شوہروں کی حالت پر عبرت نہیں ہوتی۔

مسلمانو ! ہوشیار ہو جاؤ اور سنبھلو دنیا بڑی بے وفا ہے اِس سے بچو اِس کا جادو ہاروت وماروت (دو فرشتے ہیں جن پر جادو نازل ہوا) کے سحر سے زیادہ اور جلد اثر کرتا ہے۔ اگرچہ پرانا نمک جو کی روٹی کے ساتھ کھا کر اور ٹاٹ پہن کر زندگی گزارو گے تب بھی گزر جائے گی مگر آخرت کی فکر کرو کہ وہاں کی رتی برابر نعمت کا نہ ملنا بھی بڑی تکلیف کا سبب ہے۔

دنیا کی طلب ختم نہ ہوگی :

بعض لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا بدن کتنا ہی دنیا میں مصروف رہے مگر ہمارا قلب دنیا سے فارغ اور خالی رہتا ہے۔ یاد رکھو کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے بھلا کوئی شخص دریا میں چلے اور پاؤں نہ بھیگے یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ اگر تم کو دنیا کی طلب ہوگی اور ضرورت سے زیادہ دنیا کمانے کی تدبیروں میں لگے رہو گے تو ضروری بات ہے کہ پریشان رہو گے اور دین کو ہاتھ سے کھو بیٹھو گے۔ یہ بھی جان لو کہ دنیا کی طلب کبھی ختم نہ ہوگی اور اِس کی حرص ہمیشہ بڑھتی رہے گی کیونکہ دنیا کی مثال سمندر کے

کھارے پانی کی سی ہے کہ جتنا پیو گے اُسی قدر پیاس زیادہ لگے گی ، بھلا جو چیز ایک دن تم سے چھوٹ جانے والی ہے اُس میں مصروف ہونا اگر اپنے رنج کا سامان کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے، دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ چھونے میں نہایت نرم ہے مگر منہ میں قاتل و مہلک زہر لیے ہوئے ہے، اس بے وفا کی مفارقت یقینی ہے لہٰذا اس کے ہاتھ آ جانے پر خوش ہونا اور ہاتھ نہ آنے پر رنج و ملال کرنا دونوں فضول ہیں ، دنیا کے زرومال کو اپنے اطمینان کا ذریعہ سمجھنا بڑی حماقت ہے جہاں ہمیشہ رہنا نہیں وہاں اطمینان کیسا ؟

دنیا مخلوق کا خانۂ ضیافت ہے :

دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی مہمان نواز نے اپنا مکان آراستہ کیا اور شیشہ و آلات سے سجا کر مہمانوں کو بلایا اور اُن کو اِس میں بٹھا کر عطر اور خوشبو اور پھولوں سے بھرا ہوا طباق ان کے سامنے رکھ دیا ظاہر ہے کہ صاحبِ مکان کا مطلب اس سے یہ ہے کہ طباق میں رکھے ہوئے پھولوں کو سونگھو اور پاس والوں کے آگے سرکا دو کہ وہ اب اِسی طرح نفع اُٹھائیں اور بخوشی خاطر برابر والوں کے سامنے کر دیں، یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے طباق پر تم ہی قبضہ کر بیٹھو پس اگر کوئی شخص آدابِ مجلس سے واقف نہ ہو اور طباق کو اپنا نذرانہ سمجھ کر بغل میں دبائے تو اِس کی حماقت پر تمام حضارِ (حاضرین) مجلس ہنسیں گے اور اِس کا مذاق اُڑائیں گے اور اِس کے بعد یہ نتیجہ ہوگا کہ مالکِ مکان زبردستی طباق چھین کر دوسروں کے سامنے رکھ دے گا تم ہی سوچو کہ اُس وقت اس کو کیسی ندامت ہوگی۔

اسی طرح دنیا اللہ تعالیٰ کی میزبانی کی جگہ ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ مسافرانِ آخرت آئیں اور بقدرِ ضرورت اس طرح نفع اُٹھائیں جس طرح مستعار چیزوں سے نفع اٹھاتے ہیں اور اپنی حاجتیں رفع کیا کرتے ہیں اس کے بعد بخوشی خاطر اس کو دوسروں کے حوالہ کر کے اپنا راستہ لیں اور آخرت میں آ پہنچیں پس مستعار (اُدھار) چیزوں سے دل کا لگانا حقیقت میں چلتے وقت اپنے آپ کو شرمندہ کرنا اور رنجیدہ بنانا ہے۔ (جاری ہے)

اصلاحی مقالات سلسلہ نمبر۳، قسط : ۲

توبہ کرنے کا حکم اور توبہ کا طریقہ

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہریؒ ﴾

حقوق العباد کی تفصیل اور اُن کی ادائیگی کا اہتمام :

توبہ کے لوازم میں سے یہ بھی ہے کہ حقوق العباد کی تلافی کرے اور حقوق العباد کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کے جو حقوق واجب ہوں اُن سب کی ادائیگی کرے اور یہ حقوق دو قسم کے ہیں :

(۱) مالی حقوق (۲) آبرو کے حقوق

(۱) مالی حقوق :

مالی حقوق کا مطلب یہ ہے کہ جس کسی کا تھوڑا بہت مال ناحق قبضہ میں آگیا ہو اُسے پتہ ہو یا نہ ہو وہ سب واپس کردیں مثلاً کسی کا مال چرایا ہو، ڈاکہ ڈالا ہو یا قرض لے کر مار لیا ہو (قرض دینے والے کو یاد ہو یا نہ ہو) یا کسی سے رشوت لی ہو یا کسی کے مال میں خیانت کی ہو یا کسی کی کوئی چیز مذاق میں لے کر رکھ لی ہو (جبکہ وہ اس کے دینے پر اپنے نفس کی خوشی سے راضی نہ ہو) یا کسی سے سودا لیا ہو تو اس طرح کے سب اموال واپس کردے، واپس کرنے کے لیے یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ میں نے آپ کی خیانت کی تھی ہدیہ کے نام سے دینے سے ہی ادائیگی ہوجائے گی۔

(۲) آبرو کے حقوق :

آبرو کے حقوق کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو ناحق مارا ہو یا کسی کی غیبت کی ہو یا غیبت سنی ہو، گالی دی ہو، تہمت لگائی ہو یا کسی بھی طرح سے کوئی جسمانی یا رُوحانی یا قلبی تکلیف پہنچائی ہو تو اُس سے معافی مانگ لے، اگر وہ دُور ہو تو اِس کو عذر نہ سمجھے بلکہ خود جا کر یا خط بھیج کر معافی طلب کرے اور جس طرح ممکن ہو اُس سے معافی مانگ کر اُس کو راضی کرے، اگر ناحق مار پیٹ کا بدلہ مار پیٹ سے

دینا پڑے تو اسے بھی گوارہ کرے، البتہ غیبت کے بارے میں اکابر نے یہ لکھا ہے کہ اگر اُس کو غیبت کی اطلاع پہنچ چکی ہو تو اُس سے معافی مانگے ورنہ اس کے لیے بہت زیادہ مغفرت کی دعا کرے جس سے یقین ہو جائے کہ جتنی غیبت کی تھی یا غیبت سنی تھی اُس کے بدلہ اس کے لیے اتنی دعا ہو چکی ہے کہ اِس دعا کو دیکھتے ہوئے وہ ضرور خوش ہو جائے گا اور غیبت کو معاف کر دے گا۔

یہ بات دل میں بٹھا لینا چاہیے کہ حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتے ہیں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ نابالغی میں گو نماز روزہ فرض نہیں ہے لیکن حقوق العباد نابالغی میں بھی معاف نہیں، اگر کسی لڑکے یا لڑکی نے کسی کا مالی نقصان کر دیا تو وارث پر لازم ہے کہ بحیثیت ولی خود لڑکے لڑکی کے مال سے اس کی تلافی کرے، اگرچہ صاحبِ حق کو معلوم بھی نہ ہو، اگر ولی نے ادائیگی نہیں کی تو بالغ ہو کر خود ادا کریں یا معافی مانگیں۔

بہت سے لوگ ظاہری دینداری بھی اختیار کر لیتے ہیں زبانی توبہ بھی کرتے رہتے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے، حرام کمائی سے باز نہیں آتے اور لوگوں کی غیبت کو شیر مادر سمجھتے ہیں اور ذرا بھی دل میں احساس نہیں ہوتا کہ ہم غیبتیں کر رہے ہیں، پس اب دینداری کرتہ، ٹوپی اور داڑھی اور نماز پڑھنے کی حد تک رہ گئے ہیں، صرف زبانی توبہ کرنا اور گناہ نہ چھوڑنا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی نہ کرنا یہ کوئی توبہ نہیں، جو لوگ رشوت لیتے ہیں یا سود لیتے ہیں یا کاروبار میں فریب دے کر ناجائز طور پر پیسہ کھینچ لیتے ہیں ایسے لوگوں کا معاملہ بہت کٹھن ہے، کس کس کے حق کی تلافی کرنا ہے اس کو یاد رکھنا اور تلافی کرنا اور حقوق والوں کو تلاش کر کے پہنچانا پہاڑ کھودنے سے بھی زیادہ سخت ہے لیکن جن کے دل میں آخرت کی فکر اچھی طرح جاگزیں ہو جائے وہ بہرحال حقوق والوں کے حقوق کسی نہ کسی طرح پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔

ہمارے ایک اُستاد ایک تحصیلدار کا قصہ سناتے تھے کہ جب وہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوئے اور دینی حالت سدھرنے لگی اور آخرت کی فکر نے ادائیگی حقوق کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے اپنے زمانہ تعیناتی میں جو رشوتیں لی تھیں اُن کو یاد کیا اور

حساب لگایا، عموماً متحدہ پنجاب کی تحصیلوں میں وہ تحصیلداری پر مامور رہے تھے اور جن لوگوں سے رشوتیں لی تھیں اُن میں زیادہ تر سکھ قوم کے لوگ تھے، انہوں نے تحصیلوں میں جا کر مقدمات کی فائلیں نکلوائیں اوران کے ذریعے مقدمات لانے والوں کے پتے لیے پھر گاؤں میں ان کے گھر پہنچے اور بہت سوں سے معافی مانگی اور بہت سوں کو نقد رقم دے کر سبکدوشی حاصل کی، ان تحصیلدار صاحب سے ہمارے اُستاد موصوف کی خود ملاقات ہوئی تھی اورانہوں نے اپنا یہ واقعہ ان کو خود سنایا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ نے اپنی آپ بیتی میں لکھا ہے کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے والد کی دو بیویاں تھیں، اپنے والد کی وفات کے بعد انہیں خیال آیا کہ اِن بیویوں کے مہر ادا نہیں ہوئے تھے دونوں بیویاں بھی وفات پا چکی تھیں، حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے ان کے رشتہ داروں کا پتہ چلایا اوران میں سے جس جس کو میراث پہنچتی تھی سب کو اُن کا حق پہنچایا ان میں جو وفات پاگئے تھے اُن کی اولاد کو تلاش کیا اور حق دیا، ان میں سے ایک بیوی کاندھلہ کی تھیں ان کے کسی عزیز کے حساب میں دو پیسے نکلتے تھے حضرت والا نے مجھے وکیل بنایا تا کہ اُن کا حق پہنچاؤں۔

اسی پر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور واقعہ یاد آگیا وہ سفر میں کہیں تشریف لے جا رہے تھے ساتھ میں سامان بھی تھا آپ نے ریل کا ٹکٹ تو خرید لیا لیکن اسٹیشن کے اسٹاف سے یہ کہا سامان بھی میرے ساتھ ہے اِس کو تول دو، انہوں نے کہا آگے جہاں آپ کو جانا ہوگا ہمارا یہ ٹکٹ چیکر آپ کو گیٹ سے نکال دے گا، فرمایا اس کے بعد کیا ہوگا ؟ کہنے لگے اس کے بعد اور کیا ہے ؟ فرمایا اس کے بعد آخرت ہے، اس خیانت کی گرفت سے وہاں کون چھڑائے گا، وہاں کے گیٹ سے کون پار کرائے گا ؟

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصہ اور یاد آیا کہ ایک مرتبہ کسی اسٹیشن پر رات کو (غالباً گاڑی کے انتظار میں ٹھہرنا پڑ گیا) اسٹیشن ماسٹر نے جس کمرہ میں ٹھہرنے کو کہا اُس میں اندھیرا تھا اندھیرے سے وحشت ہوئی، جی چاہا کہ روشنی ہو لیکن یہ خطرہ ہوا کہ یہ شخص ناجائز طور پر ریلوے کا لالٹین نہ لے آئے خطرہ گزرا ہی تھا کہ اُس نے ملازم سے کہا کہ بھئی ان کے لیے ہمارے گھر سے لالٹین جلا لاؤ

بات یہ ہے کہ جب فکر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہوتی ہے۔

ایک سوال اور اُس کا جواب :

ممکن ہے بعض حضرات یہ سوال کریں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اُنہوں نے حقوق تو مار لیے اور جو ہونا تھا ہو چکا اب اُن کے پاس پیسے نہیں لہٰذا حقوق کس طرح ادا کریں اور بہت سے لوگوں کے پاس پیسے تو ہیں لیکن اصحابِ حقوق یاد نہیں اور تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتے ان کو پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں، اب یہ لوگ کیا کریں ؟

اس بارے میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اس کا حل بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ جو اصحابِ حقوق معلوم ہیں اُن سے جا کر یا بذریعہ خطوط معافی مانگیں اور ان کو بالکل خوش کر دیں کہ جس سے اندازہ ہو جائے کہ اُنہوں نے حقوق معاف کر دیے، اگر وہ معاف نہ کریں تو ان سے مہلت لے لیں اور تھوڑا تھوڑا کما کر اور آمدنی میں سے بچا کر ادا کریں اور اگر ادائیگی سے پہلے ان میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اُس کی اولاد کو ہی باقی ماندہ حق پہنچا دیں۔ اہلِ حقوق میں سے جو لوگ زندہ ہوں لیکن اُن کا پتہ معلوم نہ ہو تو اُن کی طرف سے ان کے حقوق کے بقدر مسکینوں کو صدقہ دے دیں جب تک ادائیگی نہ ہو صدقہ کرتے رہیں اور تمام حقوق والوں کے لیے خواہ مالی حقوق ہوں اور خواہ آبرو کے حقوق ہوں بہرحال دعائے خیر اور استغفار ہمیشہ پابندی سے کریں۔

آخرت میں حقوق العباد کا حساب :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے ؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم تو اُسے مفلس سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم [1] نہ ہو اور مال نہ ہو۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ میری اُمت کا حقیقی مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز اور روزے اور زکوۃ لے کر آئے گا (یعنی اُس نے نمازیں پڑھی ہوں گی اور روزے بھی رکھے ہوں گے زکوۃ بھی ادا کی ہوگی) اور (ان سب کے باوجود) اس حال میں (میدانِ حشر میں)

آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا (اور چونکہ قیامت کے دن فیصلے کا دن ہوگا) اس لیے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اُس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اُس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی، کچھ اس کی نیکیاں اس حقدار کو دی جائیں گی اور کچھ اس حقدار کو دی جائیں گی پھر اگر حقوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو حقداروں کے گناہ اس کے سرڈال دیے جائیں گے پھر اُس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم شریف)

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کررکھا ہو اُس کی بے آبروکی ہو یا اور کچھ حق تلفی کی ہو تو آج ہی (اُس کا حق ادا کرکے یا معافی مانگ کر) اُس دن سے پہلے حلال کرالے جس روز نہ دینار ہوگا نہ درہم[1] ہوگا (پھر فرمایا کہ) اگر اِس کے کچھ اچھے عمل ہوں گے تو بقدرِ ظلم اِس سے لے لیے جائیں گے اور اگر اِس کی کچھ نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اِس ظالم کے سرپر رکھ دی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صرف پیسہ کوڑی دبالینا ہی ظلم نہیں ہے بلکہ گالی دینا، تہمت لگانا، بیجا مارنا، بے آبروئی کرنا بھی ظلم اور حق تلفی ہے، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم دیندار ہیں مگر اِن باتوں سے ذرا نہیں بچتے، یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کو توبہ واستغفار سے معاف فرمادیتا ہے مگر بندوں کے حقوق جب ہی معاف ہوں گے جبکہ اُن کو ادا کردے یا اُس سے معافی مانگ لے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ معافی وہ معتبر ہے جو معاف کرنے والا بالکل رضا ورغبت کے ساتھ اپنے نفس کی خوشی سے معاف کردے، دل کے اُوپر اُوپر کی معافی جو مروّت میں کردی جائے یا یہ سمجھتے ہوئے کوئی شخص معاف کردے کہ اِن کو دینا تو ہے ہی نہیں، چلو ظاہری طور پر معاف ہی کردیں تاکہ تعلقات خراب نہ ہوں تو ایسی معافی کا کچھ اعتبار نہیں۔

---

[1] درہم اُس زمانہ میں ایک سکہ تھا جو چاندی کا ہوتا تھا اُس کا وزن پاؤ تولہ یعنی تقریبًا تین گرام یا تین ماشہ کے قریب تھا۔

احقر سے دہلی میں ایک صاحب ملے دریافت کیا کہ میرے ذمہ بعض عزیزوں کا قرضہ تھا وہ انہوں نے معاف کردیا تو کیا معاف ہوگیا ؟

میں نے کہا جب انہوں نے معاف کردیا تو آپ کے دل میں تردّد کیوں ہے ؟ آپ کے دل میں تردّد کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اُنہوں نے خوشی سے معاف نہیں کیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ معاف کرنے کے بعد انہوں نے کسی سے اس بات کی شکایت تو نہیں کی کہ ہمارے پیسے فلاں شخص نے دبا لیے ؟ کہنے لگے ہاں ! ایسا تو ہوا ہے۔ میں نے کہا معاف کردینے کے بعد شکایت کیوں کی، معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یوں ہی اُوپر اُوپر سے معافی کے الفاظ کہہ دیے ہے، نفس کی خوشی سے معاف نہیں کیا اور اس طرح کی معافی معتبر نہیں ہے لہٰذا آپ ان کا قرضہ ادا کرنے کے لیے فکر کریں۔

بہت لوگ بچوں کو ضرورت سے زیادہ مارتے ہیں اور بلا وجہ بھی مارتے ہیں، اس گناہ میں ماں باپ اور اُستاد سب شریک ہیں، آخرت کے حساب سے نہیں ڈرتے عند الضرورت بقدرِ ضرورت شرعی حدود کے مطابق سزا دی جا سکتی ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ لکڑی وغیرہ سے نہ مارے صرف ہاتھ سے مارے اور تین مرتبہ سے زیادہ نہ مارے اور چہرہ پر مارنے کی ممانعت تو حدیث شریف میں آئی ہے سب کو یومِ آخرت کا فکر مند ہونا لازم ہے۔ ✿ ✿ ✿

(جاری ہے)

انس دواخانہ

مولانا حکیم سعید احمد صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ جدید

فاضل طب نیشنل کونسل پاکستان طبیہ کالج فیصل آباد

معروف معالج کینسر، ہیپاٹائیٹس، شوگر، رسولی

ہمارے ہاں تمام امراض کا شافی علاج کیا جاتا ہے

جامعہ فاروقِ اعظمؓ بالمقابل اعظم گیس ایجنسی پنڈ چھچھو والہ مانگا روڈ رائیونڈ

رابطہ نمبر : 0413204 - 0333 0658450 - 0306

اوقات : صبح 8 بجے تا دوپہر 1 بجے

قسط : ۸

فضائلِ مسجد

حضرت مولانا صدر الدین صاحب انصاری ، انڈیا
تلمیذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ

۞ ۞ ۞

دین کی اصل درسگاہ مسجد ہے :

نبی کریم ﷺ کے ارشادات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجدوں میں تعلیم وتعلّم وعظ ونصیحت کی مجلسیں منعقد کرنے اور اللہ کے ذکر سے فضائیں معمور کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت وعدے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں انعاماتِ خداوندی کی بارشیں ہوتی ہیں فرشتے اُن کے لیے دعائیں کرتے ہیں

اگر ہم مسجد کی اس حیثیت پر نظر ڈالیں اور نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی سیرت پڑھیں تو ہم کو صاف اور نہایت واضح طور پر نظر آئے گا کہ مسجد ہی وہ مرکزی نقطہ ہے جس کو رُشد و ہدایت کا مصدر بنایا گیا ہے اور مسجد ہی وہ جگہ ہے جہاں سے دین کی ہوائیں اور نبوت کی میراث تقسیم ہوئی، سرورِ کائنات ﷺ کو جب کفارِ مکہ نے مدینہ ہجرت کرنے پر مجبور کردیا تو آپ نے مدینہ منورہ تشریف لاکر مسجد بنائی اور اس مسجدِ نبوی کو ہی رُشد و ہدایت کا مرکز بنایا، دینِ حق کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کا درسِ اوّلین اِسی مسجد کی درسگاہ سے نہ چلا ہو۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنی پوری زندگی مسجد سے اس طرح وابستہ رکھی کہ ہم کو ماننا پڑے گا کہ وہ جگہ جس کو مسجد بنالیا جائے یقیناً کسی ایسی خصوصیت کی حامل ہوجاتی ہے جو کسی دوسرے مکان میں نہیں پیدا ہوتی، سیرت نبوی ﷺ کو شروع سے آخر تک دیکھئے خلفائے راشدینؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کیجئے بلکہ پوری اُمتِ اسلامیہ کے نیک بندوں کی تاریخ دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ مسلمان کی دینی و دنیوی زندگی کا بگاڑ وسدھار اُس کے مسجد سے تعلق پر موقوف ہے۔ نبی کریم ﷺ کے مواعظ و اِرشاد مسجد میں

ہوتے رہے اللہ کا ذکر دینی اُمور کا تعلیم و تعلّم عبادات و معاملات کے بارے میں ہدایات سب ہی کچھ ہوتی رہیں تفصیل سے لکھنے کا نہ موقع ہے اور نہ یہ مختصر سی کتاب اس کی متحمل ہے مگر چند واقعات آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں تاکہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ مسجد ہی رُشد و ہدایت کا اصل مصدر ہے۔

حضور ﷺ کی خدمت میں ایک وفد آیا ایک صحابی نے عرض کیا کہ حضور ﷺ اس وفد کی میزبانی کے فرائض میں انجام دوں ؟ آپ نے منظور نہیں فرمایا اور ان کو مسجد میں ٹھہرایا، اس میں یہی حکمت تھی کہ وہ مسجد کی فضا وہاں کی تعلیم و ذکر کی مجلسیں اور نماز و خطبہ میں صحابہؓ کی محویت و استغراق اور ان حضرات کا اللہ سے تعلق دیکھ سکیں، جو حضرات مدینہ منورہ میں مقیم تھے وہ تو خیر کسی وقت بھی دربارِ نبوت میں استفادہ کر سکتے تھے مگر اسلام کے ان داعیوں کو جن کو حضور اکرم ﷺ اندرونِ ملک میں روانہ فرماتے اُن کو ہدایت دی جاتی کہ لوگوں کو مدینہ منورہ آنے کی ترغیب دیں اور ان کی ترغیب پر آنے والوں میں سے جو لوگ مستقل سکونت مدینہ منورہ میں اختیار کر لیتے وہ براہِ راست مسجدِ نبوی کی مجالس میں شریک ہو سکتے تھے مگر جو لوگ مستقل طور پر مدینہ منورہ میں اقامت اختیار نہ کرتے اُن کے لیے یہ طریقہ کار تھا کہ چند روز حضور ﷺ کی خدمت میں قیام کر کے دین کا علم سیکھ لیں اور پھر اپنے اپنے قبائل میں واپس جا کر ان کو تعلیم دیں اور تعلیم دینا اگرچہ زبان و مکان میں مقید نہ تھا مگر اس کے مراکز عموماً مسجدیں ہی ہوتی تھیں اور جہاں کہیں بھی اسلام پھیلتا وہاں مسجد بن جاتی تاکہ دین کا تعلّم و تعلیم جاری رہے، حدیث کی کتابوں میں بہت سی مساجد کے نام ملتے ہیں۔

چونکہ اُس زمانے میں مسجد بنانے کا مقصد کوئی محل تیار کرنا نہیں تھا بلکہ مقصود ایک دینی مرکز بنانا ہوتا تھا اس لیے مسجدیں سادہ ہی بنائی جاتی تھیں، ان کا ایک بڑا حصہ گو اِس وقت موجود نہیں ہے مگر ان سے جو ہدایت و انسانیت کی کرنیں پھوٹی تھیں وہ آج تک موجود ہیں۔

مساجد کی تعمیر صرف مدینہ منورہ کے باہر ہی نہیں ہوئی بلکہ جوں جوں ضرورت بڑھتی گئی خود مدینہ منورہ میں بھی مسجدیں بنتی گئیں اس لیے کہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کو مسجد نبوی میں آنے پر مجبور کرنا اَلدِّیْنُ یُسْرٌ (دین آسان ہے) کے خلاف ہے لیکن مسجد جہاں بھی تھی اسلام کا روحانی و دینی و تعلیمی

مرکز تھی، اماموں کے تعین میں بھی حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ جماعت کی امامت وہ کرے جو سب سے زیادہ کلام اللہ جاننے والا ہو اگر اِس میں سب برابر ہوں تو جو سنتِ رسول اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہو، اس مسئلہ میں فقہاء نے بڑی بڑی کڑی شرطیں مقرر کیں خوب موشگافیاں کی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے امامت و مسجد کی اصل روح کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی ہے اور چاہا ہے کہ مسجدیں اور اُن میں ہونے والی نمازیں کھوکھلی نہ ہوں بلکہ اُن میں روح باقی رہے، بات طویل ہو رہی ہے مگر اَصحابِ صفہ کا ذکر کیے بغیر بات ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا۔

''صفہ'' مسجد نبوی کے قریب ایک چبوترہ تھا اُس پر کچھ اللہ کے نیک بندے رہا کرتے تھے جن کی زندگی کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مسجد سے وابستہ رہیں اور علم دین حاصل کرتے رہیں ان حضرات پر بسا اوقات کئی کئی وقت کے فاقہ گزر جاتے، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میری حالت بھوک سے ایسی ہو جاتی کہ کبھی پیٹ کے بل پڑا رہتا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا مگر اِس کے باوجود ان حضرات کو یہ گوارہ نہ تھا کہ دربارِ نبوت چھوڑ کر کہیں چلے جائیں اُن کو یقین تھا کہ جو کچھ ہے وہ بس اِسی آستانہ پر ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مسجد صرف نماز پڑھنے کی ہی جگہ نہیں ہے بلکہ وہ تو ایسا دینی و علمی سرچشمہ ہے جہاں سے علوم و تقویٰ کے فوارے چھوٹتے ہیں سرورِ کائنات رسول اللہ ﷺ نے جو پیغامِ حق پہنچایا اور جو زندگی آپ نے اور آپ کے جاں نثاروں نے اختیار فرمائی اُس کو اِس اُمت میں اللہ کے نیک بندے سمجھتے رہے اور عملی طور پر اس کی تبلیغ فرماتے رہے، اگر اُمت کی اصلاح کی تاریخ دیکھئے تو نظر آئے گا کہ اللہ کے جس بندے نے بھی اُمت کے افراد میں دینی تبدیلی کی محنت کی اُس کی زندگی مسجد سے پوری طرح وابستہ رہی ہے، آپ کو آج بھی جتنے دینی مدارس نظر آ رہے ہیں اُن کی ابتدا یا مساجد سے ہوئی یا کم از کم ایسے حضرات کی مرہونِ منت ہے جن کی زندگی مسجد والی زندگی تھی جنہوں نے اچھی طرح سمجھا تھا کہ نبوت کی میراث کیا ہے اور وہ کہاں ملے گی، اس میراث کا مخزن کیا ہے اور اس کو حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے ؟

(باقی صفحہ ۴۵)

رمضان المبارک کی آمد پر سرکارِ دو عالم ﷺ کا خطبہ اِستقبالیہ

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے مہینہ کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اِس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اے لوگو ! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اِس مبارک مہینے میں ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اِس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونے (یعنی تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اِس مہینے میں اللہ کی رضا اور اُس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اُس کو دُوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اُس کا ثواب ملے گا اور اِس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دُوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اِضافہ کیا جاتا ہے، جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) اِفطار کرایا تو یہ اُس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اُس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ ''یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو تو اِفطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو (کیا غریب لوگ اِس عظیم ثواب

سے محروم رہیں گے؟)'' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دُودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ اِفطار کرادے۔

(اِس کے بعد آپ نے فرمایا) اِس مبارک مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔

(اِس کے بعد آپ نے فرمایا) اور جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرما دے گا اور اُس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔

اور اِس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم اِن کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے، پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو وہ کلمہ طیبہ اور اِستغفار کی کثرت ہے اور دُوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔

اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے گا اُس کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اُس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔'' (بیہقی، ترغیب وترہیب)

جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب تکمیلِ بخاری شریف

﴿ مولانا محمد حسین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید ﴾

''صفہ'' اسلام کا پہلا مدرسہ ہے جس کو ہمارے آقا مدنی کریم ﷺ نے قائم فرمایا اور اصحابِ صفہ اِس کے پہلے طلباءِ علوم تھے اور حضورِ اکرم ﷺ اس کے پہلے معلم ''جامعہ مدنیہ جدید'' کے دارُالحدیث سے بلند ہونے والی صدا قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جامعہ مدنیہ جدید صرف ایک علمی ادارہ نہیں بلکہ کلمہ حق کی بلندی کے لیے ایک علمی اور اصلاحی اسلامی تحریک ہے، ادارہ ہر قسم کے تعصّبات سے ہٹ کر قرآن وحدیث کے علوم اور ائمہ فقہاء کے فقہی اصولوں کی اشاعت کے ذریعے علم کی روشنی پھیلا رہا ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے قیام کا مقصد قرآن وحدیث کے علوم کی اشاعت، فقہی اصولوں کا تعارف، مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تہذیب سے آراستہ کرنا، زندگی کے تمام شعبوں میں ماہر علماء اور مفکرین تیار کرنا جو علٰی وجہ البصیرت دعوت وتبلیغ اور تحقیق کا کام کر سکیں۔

جامعہ مدنیہ جدید روزِ اوّل سے ہی تعلیمی، تبلیغی اور تربیتی بنیادوں پر قائم ہے جامعہ سے متصل خانقاہِ حامدیہ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ اصلاحی تربیت کا بھی بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے جس کے لیے باقاعدہ خانقاہی نظام قائم ہے اس کے علاوہ جدید علوم سے بھرپور استفادہ کے لیے بھی مختلف شعبہ جات قائم ہیں اور جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم کی زیرِ نگرانی وسربراہی میں خوب کام کر رہے ہیں، والحمد للہ۔

چونویں (۵۴) تکمیلِ بخاری شریف کی تقریب ۱۴؍رجب ۱۴۳۹ھ/ یکم اپریل ۲۰۱۸ء بروز اتوار جامعہ کی مسجدِ حامد رائیونڈ روڈ لاہور میں منعقد ہوئی، عجیب اتفاق کہ اکتیس برس قبل تاریخ کے اعتبار سے ۱۴؍رجب بانیٔ جامعہ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کی تدفین کا دن ہے، ۱۳؍رجب

تاریخِ وفات تھی اور اسی تاریخ کو حضرتؒ کی خواہش اور اِرادے کی تکمیل کا ایک مرحلہ پورا ہورہا ہے صرف بارہ برس میں جامعہ مدنیہ جدید سے ایک ہزار چھتیس علماء سندِ فضیلت حاصل کر کے ملک و بیرون ملک دینی خدمات میں مصروف ہیں، والحمد للہ۔

اور آج حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت دورۂ حدیث شریف کے طلباء کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھانے کے لیے محفل منعقد گئی ہے مسجدِ حامدؒ کے اندر طلبۂ دورہ حدیث شریف سروں پر عمامے باندھے اصح الکتب بعد کتاب اللہ (صحیح بخاری شریف) اپنے سامنے تپائیوں پر سجائے اسٹیج کے سامنے موجود تھے مسجد کے غربی جانب کی دیوار کے ساتھ چادریں بچھا کر اساتذہ اور مشائخ کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا، مسجد کا اندرونی ہال طلباء اور مہمانوں کے اِزدحام کی وجہ سے اپنی تمام تر وسعت کے باوجود تنگ پڑ گیا، لوگوں کی تعداد مزید بڑھنے پر مسجد کے برآمدہ میں بیٹھنے کا انتظام کیا گیا، نظم وضبط دیدنی تھا، چاق و چوبند طلباء کی ایک جماعت مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لیے مسجد کے مرکزی دروازہ پر موجود تھی، سواریوں کی سلیقے سے پارکنگ کروانے کے لیے طلباء کی ایک فعال جماعت موجود تھی، مسجد کے داخلی دروازہ پر جامعہ کے شعبہ مالیات اور شعبہ ڈیجیٹل لائبریری کا سٹال موجود تھا، طلباء کے والدین اور سرپرست حضرات خاص طور پر اس تقریب میں مدعو تھے۔

مسجد کی اندرونی دیواروں پر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ملفوظات سے مزین فلیکس آویزاں تھے اور بیرونی دیواروں پر طلباء کی طرف سے معزز مہمانوں کے لیے استقبالیہ فلیکس آویزاں تھے۔

تقریب کا آغاز ٹھیک دس بجے صبح تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، تلاوت کی سعادت جامعہ جدید کے اُستاذ مفتی خلیل الرحمٰن صاحب نے حاصل کی، بعد ازاں نعت رسولِ مقبول جامعہ کے طالب علم عمر فاروق اور مولوی محمد خبیب نے پیش کیں، فاضلِ جامعہ مولانا غلام اللہ میواتی نے جامعہ کے بارے میں نظم سنائی اس کے بعد اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم کا

اصلاحی بیان ہوا اس کے بعد راقم الحروف نے جامعہ مدنیہ جدید کا مختصر تعارف پیش کیا اور احباب کو توجہ دلوائی گئی کہ جامعہ مدنیہ جدید و مسجدِ حامد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں کہ اِس ادارہ میں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانے پر جاری ہیں، جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اہلِ خیر حضرات کی دعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجئے اور اپنے عزیز و آقارب کو بھی ترغیب دیجئے تاکہ صدقہ جاریہ کا سامان ہو۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم نے طلباء کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی اور سیر حاصل تقریر فرمائی، بعدازاں تمام اساتذہ کرام نے طلباء کو دستارِ فضیلت پہنائی، طلباء اور اُن کے والدین و سرپرست حضرات کی خوشی دیدنی تھی۔

جامعہ مدنیہ جدید کی طرف سے سند حاصل کرنے والے طلباء کو کتب تحفہ میں دی گئیں، انتظامیہ کی طرف سے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا گیا، بعدازاں حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم کی رقت آمیز دعا پر مجلس کا اختتام بخیر و خوبی ہوگیا۔

شعبہ کمپیوٹر کی جانب سے اس تقریب کو براہِ راست آن لائن صرف آڈیو سنانے کا بندوبست کر رکھا تھا

اس تقریب کی مکمل کارروائی جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر سن سکتے ہیں

www.jamiamadniajadeed.org

❁ ❁ ❁

بقیہ : فضائل مسجد

اُن کی سمجھ میں آگیا تھا کہ مسجد ہی اسلام کی اوّلین درسگاہ ہے، یہی آخری پناہ گاہ ہے، یہی وہ جگہ ہے جہاں سے علم و عرفان کے چشمے پھوٹے، یہی وہ مکان ہے جہاں سے رُشد و ہدایت کی ہوا چلی اور اب بھی ان نعمتوں کا خزانہ مسجد ہی ہے، اِس سے قطع نظر کر کے دین نہیں مل سکتا دینی رُوح نہیں پیدا ہوسکتی۔ (جاری ہے)

❁ ❁ ❁

بیان ختمِ بخاری شریف

﴿ شیخ الحدیث مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم ﴾

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

وبالسند المتصل منا الی سید وُلْدِ آدَمَ وخاتم الانبیاء و الرسل

صلی اللّٰہ علیہ والہ وصحبہ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تسلیما کثیرا

حدثنا شیخنا السیِّدِ محمود میاں الحسینی عن ابیہ الشیخِ العالمِ الربّانی السیِّدِ حامد میاں بن السید محمد میاں الحسینی الدیوبندی عن شیخِ العرب والعجمِ السید حسین احمد المدنی عن شیخِ الکلِ محمود حسن الدیوبندی عن حجۃ الاسلام وقاسمِ العلومِ والخیراتِ محمد قاسم النانوتوی ح و عن فقیہِ النفس وحامی السنۃ وماحی البدعۃ الشیخ رشید احمد الجَنْجُوہی عن العالمِ الجلیلِ والمدرس النَبیل الشیخ عبدالغنی المجددیّ عن وحیدِ اَقرانِہٖ وفریدِ اَوَانِہٖ الشیخ شاہ اسحاق الدھلویّ عن جامعِ العلومِ والفنونِ الشیخ شاہ عبدالعزیز الدھلویّ عن مَسندِ الھندِ والعارفِ الکبیرِ الشیخ الامام شاہ ولی اللّٰہ الدھلویّ عنِ الشَّیخِ ابی طاھر محمد بن ابراھیمَ الکُردیّ عن ابیہ الشیخ ابراھیم الکُردی عن احمدَ القُشَاشِیّ عن احمدَ بنِ عبدالقدوس الشَنَّاوِیّ عن محمد بن احمدَ الرَّمْلِیّ عن زَینِ الدِّینِ زکریا الانصاریِ عن الحافظِ ابنِ حجرِ العسقلانیّ عن ابراھیمَ بنِ احمدَ التَنُوخِیّ عن احمدَ بنِ ابی طالبِ الحَجَّارِ عن حسینِ بنِ المبارَکِ الزُبَیْدِیّ عن اَبی الوقتِ السِّجْزِیّ عن جمالِ الاسلامِ عبدِالرحمنِ الداودِیّ عن عبدِ اللّٰہ بنِ احمدَ السَّرخسِیّ عن محمدِ بن یوسفَ الفِرَبْرِیّ عن امیرِ المومنین فی الحدیث وامامِ المسلمین فی صناعۃِ التحدیثِ محمدِ بن اسماعیلَ البخاریّ قال حدثنا احمدُ بنُ اشکابَ قال حدثنا محمدُ بنُ فضیلٍ عن عُمارۃَ بنِ القعقاعِ عن ابی زُرعۃَ عن ابی ھریرۃَ رضی اللّٰہ عنہ و عنھم قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم : کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم .

آپ حضرات نے بخاری شریف کی آخری حدیث سنی اور اِس حدیث کی سند بھی جو نام بنام ہم سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے ہمارے اساتذہ ہیں اُن کے اسمائے گرامی کے ساتھ سنائی گئی، ''سند'' کا مطلب ہوتا ہے تکیہ، دھارس جس پر ساری چیز کو ٹیک دیا جائے کسی عمارت کو کھڑا کر دیا جائے جس کی بنیاد پر ایک پورا عالم قائم ہو جائے اُس کو ''سند'' کہتے ہیں اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ عالم میں مکان میں محل میں ٹوٹ پھوٹ اور تبدیلی ہوتی رہتی ہے اُکھاڑ پچھاڑ چلتا رہتا ہے لیکن اُس کی جو سند ہے اُس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی وہ نہیں ہلتی کیونکہ اگر وہ سند جس پر وہ ٹکا ہوا ہے جس پر اُس کا مدار ہے وہ ٹھہرا ہوا ہے اگر وہ ہل جائے تو پھر تباہی آئے گی تبدیلی نہیں آئے گی پھر ختم ہو جاتا ہے سارا معاملہ تو اس دین پر جو ہمیں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ بھیجا ہے اس پر حالات تو آئیں گے زیروزبر تو ہوگا، ''دین'' میں نہیں دین والوں میں تبدیلی کبھی اُتار چڑھاؤ کبھی غلطی کی وجہ سے کبھی فسق وفجور کی وجہ سے کبھی باہم اختلاف کی وجہ سے کبھی اتحاد کی وجہ سے بہت بلندی نصیب ہو جائے گی کبھی زوال ہوگا یہ اُکھاڑ پچھاڑ یہ تبدیلیاں یہ تو چلتی ہیں لیکن اس علم کی بنیاد جس سند پر ہے وہ اتنی مضبوط ہے کہ وہ ختم نہیں ہو سکتی۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مومن کو تشبیہ دی ہے ایک لچکدار شاخ سے چھوٹی سی کمزور سی کونپل جو زمین سے نکلتی ہے چھوٹا سا پودا جو زمین پر ہوتا ہے اُس سے مثال دی اِس کی، یہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ ہوا کا جھونکا اسے ہلا دیتا ہے کبھی اِدھر کبھی اُدھر، بارش ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو اس پر کمزوری طاری ہو جاتی ہے، پانی نہ ملے ذرا یا دھوپ لگ جائے تو اس کو بچانے کی فکر ہو جاتی ہے اور ہوا کبھی دائیں چلتی ہے کبھی بائیں کبھی شمال کبھی جنوب یہ ہوا کے ساتھ جھکتا ہے اِدھر اُدھر لیکن جو اس کی ''سند'' ہے جسے اصل یا جڑ کہتے ہیں اُس کو نہیں چھوڑتا اُس سے اِس کا رشتہ نہیں ٹوٹتا جس کی وجہ سے جب حالات کا نشیب وفراز ہٹتا ہے طوفان تھمتا ہے تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ وہیں کا وہیں کھڑا ہوا ہے پھر اس کا فیضان شروع ہو جاتا ہے یہ اپنا نفع دینا شروع کر دیتا ہے لیکن یہ نفع کیوں دے رہا ہے اس لیے کہ اس کی سند بڑی مضبوط ہے یعنی زمین سے جو اِس کا رشتہ ہے جڑ وہ بڑی مضبوط ہے وہ ٹوٹتی نہیں وہ

قائم رہتی ہے۔ تو مومن کی مثال ایسی ہے کہ وہ حالات کے سامنے جہاں ڈٹنا ہو ڈٹتا ہے جہاں نرمی دکھانی ہو وہاں لچک دکھاتا ہے یہ جو لچک رکھی ہے اسلام میں اس لچک نے اسے دوام دے دیا اس لچک کی وجہ سے ہر قسم کے طوفان باد و باران ہر چیز کا یہ مقابلہ کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے باطل اور منافق کی مثال بہت تن آور درخت سے دی ہے کہ آندھی اس پر اثر نہیں کرتی طوفان اس پر اثر نہیں کرتا جتنی آندھی آجائے ذرا بھی نہیں ہلتا وہ چھوٹے سے پودے پر آندھی گزر گئی وہ بیچارہ جھک کر زمین سے لگ جاتا ہے، لگا ہوا ہے لگا ہوا ہے پھر بمشکل کمر سیدھی کرتا ہے بمشکل سیدھا کھڑا ہوتا ہے، اسے کچھ نہیں ہوتا کتنا ہی طوفان ہو آندھی ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر جب اللہ کا فیصلہ آتا ہے اور طوفان آتا ہے تو پھر یہ جب اُکھڑتا ہے تو جڑ سے ہی اُکھڑتا ہے پھر اس کی سند نہیں رہتی تو یہ ایک دھونس کی بنیاد پر زندہ ہے ایک جبر کی بنیاد پر زندہ ہے ایک دہشت اور رُعب و دبدبے کی بنیاد پر زندہ ہے کوئی دلیل اس کے پاس نہیں ہے یہ کہتا ہے کہ بس میں جو ہوں ''میں'' ہوں، یہ جو اِس کی ''میں'' ہے یہ اسے ایسا مارتی ہے کہ جب تیز ہوا آتی ہے تو وہ اسے اُکھاڑ کر دُور پھینکتی ہے وہ لچک جو اللہ نے ایمان کی برکت سے دی اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی برکت سے صحابہ میں اور صحابہ کی برکت سے مسلمانوں کی مسلمان قیادت میں منتقل فرمائی، مسلمانوں کی منافق قیادت کے لیے نہیں اُس کی بات نہیں کر رہا۔ اس وقت عالمِ اسلام منافقوں کی قیادت میں ہے پورا عالمِ اسلام کیونکہ جتنے حکمران ہیں سب منافق ہیں اس (منافق قیادت) کی بات نہیں کر رہا، وہ (مخلص) قائد وہ قیادت اب ہے یا نہیں ہے لیکن جب بھی ہوگی اب نہیں ہے تو آئے گی اور جب تک رہی ہے وہ قائم رہی وہ بڑے بڑے مصائب کو بڑی خندہ پیشانی سے جھیل گئی، یہ لچک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو عطا فرمائی، وہ کون تھے ؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

کُوْنُوْا حُکَمَاءَ حاکم بن جاؤ حکماء بن جاؤ، حکماء میں داخل ہو جاؤ، جب حکماء بن جاؤ گے حکمت سیکھ لوگے تو تم میں توانائی کا ایک خزانہ جمع ہو جائے گا۔

کُوْنُوْا عُلَمَاءَ عالم بھی بن جاؤ، اُس وقت جس زمانہ میں وہ عالم کی بات کر رہے تھے آج کے

دور میں جب ہم عالم کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے مراد ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ جو حدیث کا ماہر ہے فقہ کا ماہر ہے قرآن اور تفسیر کا ماہر ہے بس۔

لیکن صحابہ کرام قرآن کے بھی ماہر تھے تفسیر کے بھی ماہر تھے فقہ کے بھی ماہر تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ حکومت چلانے اور حکومت کرنے کے بھی ماہر تھے اور پھر جتنے شعبے حکمرانی کے لیے ضروری ہوتے ہیں اُن سب کے ماہر تھے اور اُن کو آگے سکھاتے تھے اُن کی تربیت دیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی جماعت میں کچھ ماہرین تیار کیے کیونکہ نظام چلانا تھا، اللہ نے رسول کی قوت تو ایسی رکھی ہوتی ہے کہ وہ اکیلا سب کام کر سکتا ہے ہر شعبے کی نگرانی اور ہر شعبے کو چلا سکتا ہے اُس کی دماغی صلاحیت، اعصابی قوت، سمجھ بوجھ، بیدار مغزی، استقامت وہ اللہ کی خصوصی تائید سے ایسی ہوتی ہے کہ اُس پر تزلزل نہیں آتا لیکن نبی کے علاوہ باقی لوگوں میں یہ چیز نہیں ہوتی تو سب نے مل کر چلانا ہے۔

تو سب سے پہلی جماعت جو سب سے قیمتی تھی اُن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اِن جیسے لوگ جو تھے ان کو رسول اللہ ﷺ نے پوری طرح ''سیاسی حکمتِ عملی'' سکھائی تھی ''سیاست'' کا ماہر بنایا تھا۔

کچھ لوگ تھے جنہیں جرنیل بنایا جب تک آپ تھے آپ جرنیل تھے ساری چیزوں کی قیادت کرتے تھے لیکن بعد میں سارے مل کر یہ کام کریں گے، وہ کور کمانڈر تھے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسی طرح اور بہت سے حضرات۔

کچھ لوگ زراعت کے ماہر، کچھ تجارت کے ماہر، کچھ حکومتی خزانے کے سنبھالنے اور اس کی آمد اور خرچ کے ماہر، انتظامی صلاحیت تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس کے ماہر، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے اس کے ماہر اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ پوری اُمت کے وزیر خزانہ اُس وقت بنائے گئے خزانہ کی چابی اُس وقت اِن کے پاس ہوتی تھی جتنا فنڈ ہوتا تھا اُس کی آمد اور خرچ وہ کنٹرول کرتے تھے۔

تو اُس دور میں ''علماء'' کا لفظ جب وہ بولتے تھے اُس سے مراد وہ عالم جو عملی طور پر دنیا میں

لوگوں کی قیادت کر سکے، عالم ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ اِن چیزوں کو بھی جانتا ہو کُوْنُوْا عُلَمَاءَ تو اگر سیاسی حکمت تمہیں آ گئی سیاسی قیادت تمہارے ہاتھ میں آ گئی حکماء بن گئے اور علم نہ آیا تو بھی خراب ہو جائے گا کام تو فرمایا عالم بھی ہو علم بھی ساری چیزوں کا ہر شعبہ کا ورنہ زراعت نہیں چلے گی حضرت یوسف علیہ السلام نے سنت زندہ کر کے دکھائی زراعت کی بلکہ دوسرے زمین کے خزانوں کی ﴿اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ﴾ مجھے زمینوں کے خزانے دے دو بس میں اس کو چلاؤں گا اُس میں گندم اُس میں غلہ اُس میں چاول اُس میں اناج اُس میں معدنیات اُس میں سونے کی کانیں چاندی کی کانیں تانبے کی کانیں کوئلے کی پیتل کی ہر چیز آ گئی۔

تو یہ خزانے چھوڑنے کے لیے نہیں ہیں انبیاء اس لیے نہیں آئے انبیاء اس لیے آئے کہ ان خزانوں پر ساری زمین کی چیزوں پر کنٹرول لے کر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ان میں تصرف کرنا ہے۔ تو فرمایا کُوْنُوْا حُکَمَاءَ . روایتوں میں کُوْنُوْا حُلَمَاءَ بھی آتا ہے، (یعنی) ایسا نہ ہو کہ حاکم بن کر ڈکٹیٹر بن جاؤ آپے سے باہر ہو جاؤ بلکہ حلم اور بردباری ہو اور تمہارا اپنے آپ پر قابو ہو ''حلیم'' اسے کہتے ہیں جب حالتِ غضب اس پر طاری ہو تو وہ بے قابو نہ ہو، اگر حالتِ غضب اس پر طاری ہو گئی اور وہ بے قابو ہو گیا تو حکمران ''غصہ'' بن گیا وہ نہ بنا تو ''غصہ'' ملک کی قیادت نہیں کر سکتا ''غصہ'' کسی ادارے کی قیادت نہیں کر سکتا۔

آخر میں فرمایا ''فقہاء'' فقیہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ دیکھو کہ وہ پالیسی تمہاری جو آج سے دس سال پہلے تھی اگر آج وہ پالیسی کارگر نہیں ہے وہ پالیسی بدلنی پڑے تو حال کے مطابق اس میں تبدیلی لاؤ فقیہ بھی بنو، لکیر کے فقیر مت بنو، اسلام کے طے شدہ اصولوں میں تو تبدیلی نہیں آئے گی یہ مطلب نہیں ہے کہ ان اصولوں کو بدل دینا، کتاب اللہ سنت رسول اللہ اجماع اور قیاس، قیاس تو چلے گا لیکن وہ بھی ہر ایک نہیں بلکہ صرف فقہاء اتقیاء علوم کے ماہر وہ حالات کے مطابق آج کے دور میں قیاس کریں گے یہ ہمارے جج وج نہیں کر سکتے انہیں کچھ نہیں پتہ کیونکہ یہ جس سکول اور کالج سے نکلے ہوئے ہیں، یہ وہ کالج اور سکول نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بنایا تھا، یہ وہ سکول اور کالج ہیں جو یہودیوں نے بنایا

عیسائیوں نے بنایا اور این جی اوز اُس کو پانی دیتی ہیں اور اُن سے ایڈ آتی ہے ان ہی سکول کالجوں سے سب نکلے ہیں جتنی بھی ہمارے ملک کی '' سیاسی قیادت '' ہے وہ اسی سکول کالج کی پیداوار ہے، '' فوجی قیادت '' ہے اسی سکول کالج سے نکلی ہے، '' عدالتی قیادت '' ہے اسی سکول کالج سے نکلی ہے، '' سفارتی قیادت '' ہے اسی سکول کالج سے نکلی ہے، ہر پارٹی کی قیادت ان ہی یہودیوں کے سکول اور کالجوں سے نکلی ہیں ان کے اُستاد اور ان کی اُستانیاں بھی وہی ان کے مربی بھی وہی ان کے بچوں کی مامائیں بھی وہی جو تھائی لینڈ وغیرہ سے آتی ہیں وہ کافر ہوتی ہیں وہ ان کے بچوں کی پرورش کرتی ہیں وہ انہیں سنبھالتی ہیں پالتی ہیں تو ان کے رگ و ریشے میں ان کی عظمت ہے۔

محمود خان اچکزئی پاکستان میں بلوچستان کا لیڈر ہے شاید سیاسی پارٹی [۱] کا اُس کا انٹرویو ہے، آج ہی میں نے دیکھا ہے، ساری دیگ نہیں چکھنی ہوتی جو نائی دیگ پکاتا ہے وہ ساری دیگ نہیں چکھتا ایک دانا چکھ کر کہہ دیتا ہے صحیح ہے یا غلط، اور اگر خراب ہے تو ایک لقمہ چکھ کر کہہ دیتا ہے کہ ساری خراب ہے، ایسے ہی ہے نا طریقہ، تو اُس کا انٹرویو ہے اُس میں نواز شریف اُس کے بائیں طرف بیٹھا ہے دائیں طرف ایک اور لیڈر بیٹھا ہے اس کی بیٹی مریم نواز ساتھ بیٹھی ہے وہ پریس کانفرنس کر رہا ہے اُس کے ورکر بیٹھے ہیں وہ جمہوریت کی تعریف اور عوامی قوت کے فائدے بیان کر رہا ہے اُس میں اُس نے کہا کہ جمہوریت اور عوامی رائے اتنی زبردست اور اتنی طاقتور اور لازمی ہوتی ہے، آگے ایک جملہ کہا اُس نے کہ

'' عوامی طاقت کے بغیر نبی بھی ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکتا ''

یہ جملہ کفریہ اُس نے کہا ہے نبیوں کا مذاق اُڑایا ہے، نواز شریف ساتھ بیٹھا ہے کچھ نہیں بولا مریم نواز کچھ نہیں بولی اتنے سارے بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہیں کسی کی غیرت نہیں جاگی، کیوں ؟ اس لیے کہ وہ اس سکول سے نہیں نکلے ہیں وہ کسی اور سکول سے نکلے ہیں وہ اُسی سکول سے نکلے ہیں جس سے اچکزئی نکلا ہے، اگر اس پریس کانفرنس میں پیپلز پارٹی کی قیادت ہوتی وہ بھی خاموش بیٹھتی کیونکہ یہ ایک ہی سکول کی پیداوار ہے، ایم کیو ایم کی قیادت ہوتی ایسی ہی ہوتی، عمران خان کی قیادت ہوتی ایسے

---

[۱] ممبر نیشنل اسمبلی آف پاکستان و چیئرمین پختونخواہ ملی عوامی پارٹی۔

ہی ہوتی، ایک ہی سکول کی پیداوار ہے سب کے سب، بتائیے یہ جملہ کفریہ ہے یا نہیں ؟ کہتا ہے کہ جمہوریت اور عوام کی حاکمیت اتنی زبردست ہے جبکہ اللہ اور رسول کا فیصلہ ہے کہ اللہ اس پوری کائنات کا خالق ہے وہی اس کا حاکم ہے، یہ عقیدہ ہمارا ہے کہ نہیں ؟ ؟

حضرت نوح علیہ السلام نے ''عوام'' کو سمجھایا سمجھاتے رہے سمجھاتے رہے سمجھاتے رہے، باز نہیں آئے تو ایک کشتی میں جتنے لوگ آسکتے تھے وہ بچے اور اللہ نے پوری جمہوریت اور عوام کو ڈبو دیا، عذاب آیا ہے یا نہیں آیا ؟ قرآن میں لکھا ہے یا نہیں لکھا ؟ ''عوام'' اور ''نبی'' کا معرکہ قرآنِ پاک میں موجود ہے کہ عوام میں اور نبی میں معرکہ ہوا فتح ''نبی'' کو ہوئی ''عوام'' کو نہیں ہوئی۔

پھر اس کے بعد حضرت ہود علیہ السلام آئے اتنی زبردست قوم، قومِ عاد کو آپ سمجھاتے رہے سمجھاتے رہے سمجھاتے رہے ''جمہوریت'' کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے رہے تم میرے ساتھ مل جاؤ ''عوام'' تم میرے پاس آجاؤ میری بات مانو ''عوام'' انکار کرتے رہے ''عوام'' نے سرکشی کی ''عوام'' نے نافرمانی کی کئی سال سمجھاتے رہے بالآخر اللہ کا عذاب نبی پر آیا ؟ نبی کی جماعت پر آیا ؟ ؟ یا عوام پر آیا ؟ ؟ ؟ کس پر آیا ؟ ؟ ؟ ''عوام'' پر ! ! تو قرآنِ پاک میں نقشہ کھینچا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ ایسی ہوا چلائی ایسی ہوا چلائی کہ پچھاڑ دیا، حدیث میں آتا ہے بخاری شریف میں کہ وہ فرشتے جو ہوا پر مقرر ہیں اُس دن وہ ہوا ان فرشتوں کے قابو سے باہر ہوگئی تَعَتَّتْ عَلَى الْخُزَّانِ [1] آج کمان تمہارے ہاتھ سے نکل گئی اور براہِ راست اللہ کا حکم ہے کہ اس قوم کو تباہ کر کے چھوڑیں گے چنانچہ اُن کے قد کھجور کے تنے کے برابر ہوتے تھے طاقتور قوم تھی۔

آج یمن میں کھدائی ہوئی ہے اور اتنی بڑی بڑی کھوپڑیاں ان کی زمین کے اندر سے نکلی ہیں آپ بیٹھے ہوں تو آپ کے برابر صرف ان کی کھوپڑی ہے، قرآن نے اُس وقت نقشہ کھینچا اور رسول اللہ ﷺ نے اور آج زمین کے نیچے سے ان کی باقیات اس طرح نکل رہی ہیں تو اُس ''عوام'' کا حال اللہ آج ان عوامی لیڈروں کو دکھا رہا ہے کہ اس سرکش عوام کا یہ حال ہے :

''نبی عوام کو پیچھے چلانے کے لیے آتا ہے عوام کے پیچھے چلنے کے لیے نہیں آتا ، یہ مغرب کی جمہوریت کفر ہے، مسلمان اور اسلام کا اس جمہوریت سے کچھ واسطہ اور تعلق نہیں، جتنی جمہوریت اسلام میں ہے کسی مذہب میں نہیں ہے لیکن اسلام میں صالح جمہوریت ہے ، جمہوریتِ صالحہ ، جمہوریتِ فاسدہ نہیں ہے یہ جمہوریتِ فاسدہ ہے جو مغرب کی ہے جمہوریتِ کافرہ ہے جو مغرب نے دی ہے، اسلام میں جمہوریتِ صالحہ ہے۔''

ساری قوم تباہ ہوگئی عوام تباہ ہوئی یا نبی تباہ ہوا ؟ العیاذ باللہ !

عوام تباہ ہوئی، نبی کو فتح ہوئی قرآنِ پاک نے کہا ﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

فلاح کس نے پائی ؟ نبی اور نبی کی جماعت نے پائی ! ! !

پھر اُس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام قومِ ثمود پر آئے، سمجھایا نہیں مانے عذاب کس پر آیا ؟ اُس جماعت پر آیا یا اِن نافرمانوں پر آیا ؟ اکثریت پر آیا یا اقلیت پر آیا ؟ تو ایسی اکثریت جو شیطانوں کی بھیڑ ہو اُن کا اسلام میں کوئی اعتبار نہیں جو اللہ کے نافرمان ہوں اللہ نے انہیں تباہ کردیا۔ اور یہ (محمود اَچکزئی) کہتا ہے کہ ''نبی ان کے بغیر قدم نہیں چلا سکتا'' (حالانکہ) اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کردیا اور نبی کو کامیاب کیا سرخرو کیا قرآنِ پاک میں جگہ جگہ آتا ہے ﴿ وَنَجَّیْنَاہُ وَنَجَّیْنَاہُ ﴾ ہم نے ان کو بچالیا ہم نے انہیں نجات دی، کس کو ؟ نبیوں کو، نبیوں کی جماعت کو ! ! !

حدیث شریف میں آتا ہے قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام آئیں گے اُن کی اُمت ساتھ ہوگی اُن کے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بہت بڑی جماعت جو اُن پر ایمان لائی ہوگی جنت میں جائے گی ، ایسے ہی اور نبیوں کے ساتھ جو ایمان لائی ہوگی جنت میں جائے گی، نوح علیہ السلام کے ساتھ جو چند آدمی تھے وہ جنت میں جائیں گے، فرمایا بعض نبی ایسے آئیں گے کہ اُن کے ساتھ صرف دس آدمی ہوں گے بعض ایسے آئیں گے اُن کے ساتھ چار، تین، ایک، ایک ایسا بھی ہوگا لَیْسَ مَعَہٗ اَحَدٌ (اوکمال قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایک بھی ساتھ نہیں ہوگا، اب جب یہ نقشہ آرہا ہے کہ ایک بھی ساتھ

نہیں ہوگا تو کیا اللہ تعالیٰ اُس نبی سے پوچھیں گے کہ تم ناکام کیوں آئے ہو ؟ (نہیں بلکہ) وہ کامیاب ہے اکیلا بھی کامیاب ہے کیونکہ نبی کا کام دعوت دینا صحیح راہ بتانا اُس کے لیے اپنی جان کھپا دینا جان مال سب کچھ لٹا دینا ہدایت کے لیے کوشش کرنا نبی کا کام ہے ، ہدایت دینا نہ دینا یہ اللہ کا کام ہے لہٰذا اپنے اس فریضہ میں وہ کامیاب جاتا ہے وہ سرخرو ہوتا ہے کوئی ساتھ دے یا نہ دے وہ اللہ کے ہاں سرخرو ہوتا ہے، تو عوامی طاقت کا اعتبار نہیں ہوتا وہ جو اُن کی قوم ہے وہ قیامت کے دن برباد ہو جائے گی وہ تباہ ہوگی جہنم میں جائے گی دنیا میں بھی رسوائی آخرت میں بھی اُنہیں رسوائی اور انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعت کامیاب ، قرآن پاک اِن کے بارے میں کہتا ہے : ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ مؤمنین فلاح پاگئے ''فلاح'' کا مطلب کہ پہلے ہی مرحلہ میں بغیر عذاب کے جنت میں چلا جائے تو یہ وہ خوش نصیب جماعت ہے۔

اس ملک پاکستان میں جو اسلام کے نام پر بنا اس کے لیے آپ نے ہم نے اور ہمارے آباؤ اجداد نے قربانیاں دیں، عورتوں کی عزتیں لٹ گئیں لاکھوں لوگوں نے جانیں دیں اس میں بیٹھ کر یہ منافقین کی جماعت ایسی باتیں کرتی ہے اِن کو لگام دینے والا کوئی نہیں دہشت گرد وہ ہیں یا یہ ہیں ؟ دہشت گرد یہ ہیں جو اِس اکثریتی ملک میں جو مسلمانوں کا ملک ہے (اسلام کے خلاف بولے) اصولی بات کر رہا ہوں فرقہ بندی سے اِس کا کوئی تعلق نہیں یہ دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ جس ملک میں جس کی اکثریت ہو اُس کا راج ہوتا ہے، ہم چین میں مطالبہ نہیں کرتے اسلام نافذ ہونے کا کیونکہ ہم پاگل نہیں ہیں الحمد للہ، ہم پاکستان میں مطالبہ کرتے ہیں اسلام نافذ کرنے کا کیونکہ ہمیں اللہ نے عقل دی ہے وہ مطالبہ نہیں کریں گے (کہ چین میں اسلام نافذ کرو) کیونکہ ہم پاگل نہیں ہیں، (پاکستان میں) یہ مطالبہ کریں گے کیونکہ اللہ نے عقل دی ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے یہاں اسلام ہی ہوگا قانون اس کے علاوہ کوئی قانون نہیں ہوگا ، وہ کافروں کا ملک ہے اُن کی حکومت ہے ہم روس میں جا کر اسلامی نظام کا مطالبہ نہیں کرتے (البتہ) اسلام کی دعوت دیں گے پیوٹن کو کہ تم اسلام میں داخل ہو جاؤ تم اسلام لاؤ لیکن ہم اُس سے کہیں کہ تو اسلام نافذ کر تو کافر اسلام نافذ نہیں کر سکتا۔

رسول اللہ ﷺ جہاد کی تیاری کر رہے تھے لشکر تیار صحابہ تیار، ایک آدمی آیا زِرہ بند متاثر تھا مسلمانوں سے اُن کے اخلاق سے اُن کے عدل وانصاف سے لیکن کافر تھا اسلام نہیں لایا تھا، کہنے لگا میں آپ کے ساتھ مل کر لڑائی کروں گا، لڑائی کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ پہلے اسلام میں داخل ہو پھر ہماری صفوں میں داخل ہو کر جہاد کرو اِس سے پہلے نہیں کیونکہ جہاد کا مقصد کیا ہے ''اعلاءِ کلمۃ اللہ'' اللہ کے دین کی سر بلندی، تو اللہ کے دین کی سر بلندی وہ کرے گا جس کے اندر خود دین ہو جس کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا وہ جھنڈے کو اُٹھا سکتا ہے جس کے ہاتھ میں جھنڈا ہی نہیں ہوگا وہ جھنڈے کو کیسے اُٹھائے گا، فرمایا پہلے اسلام میں داخل ہو جاؤ چنانچہ وہ اسلام لایا اور اُس نے پھر جہاد میں حصہ لیا اور اسی میں شہید ہو گیا۔ اس لیے اُن سے ہم مطالبہ نہیں کریں گے، اِس سے رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا مطالبہ نہیں کیا اسلام کا مطالبہ کیا، ہم پیوٹن کو بھی کہیں گے اسلام میں داخل ہو (مگر) تم نہیں کہو گے کبھی بھی، یہ منافق نہیں کہیں گے اِن میں جرأت ہی نہیں ہے یہ شرماتے ہیں اسلام کی مذہب کی بات کرتے ہوئے انہیں شرم آتی ہے یہ سر پر ٹوپی رکھ کر دکھائیں جیسے آپ نے ٹوپی رکھی ہے نواز شریف سے کوئی کہے کہ ٹوپی پہنو وہ کہے گا کہ میں کوئی ڈرائیور ہوں، میں خانساماں ہوں یہ اِن کی ذہنیت ہے غلاموں والی، عمران خان کو ٹوپی پہنائے کوئی، آپ اپنی ٹوپی دے کر کہیں کہ ٹوپی پہنو، شرمائے گا گھر والے اُس کا مذاق اُڑائیں گے کبھی نہیں پہنے گا، اُسے ہیٹ دیں ہیٹ کہ یہ ہیٹ پہنو فوراً سر پر رکھ لے گا شہباز شریف بھی رکھے گا نواز شریف بھی رکھے گا عمران بھی رکھے گا ساری قیادتیں ہیٹ رکھ لیں گے سر پر لیکن کہو یہ ٹوپی رکھو تو ٹوپی نہیں رکھیں گے ! ! کیا نشانی ہے یہ ؟ یہ غلامی کی نشانی ہے یہ غلام ہیں یہ سب منافق ہیں۔

اس وقت دنیا میں معرکہ آرائی کفر اور اسلام کی تو ہے لیکن براہِ راست نہیں ہے، اِس وقت معرکہ آرائی اسلام کی اور منافقوں کی ہے نفاق کی ہے، مومن اور منافق معرکہ آراء ہیں، در پردہ ان کی مدد کر رہے ہیں کفار، اُنہیں خود لڑنے کی ضرورت نہیں ہے وہ ہمیں آپس میں لڑا رہے ہیں، ہمارے اندر منافق گھسے ہوئے ہیں جو اسلام کا نام لیتے ہیں مسلمانوں کی بات کرتے ہیں اس کی وجہ سے ہم آپس

میں ٹوٹ پھوٹ اور اختلاف کا شکار ہیں یہ جو دور چل رہا ہے یہ انتہائی خطرناک دور ہے آنے والا دور ہر اگلی صبح پچھلی صبح سے زیادہ خطرناک ہے۔

حدیث میں آتا ہے معرکہ ہوتا رہے گا معرکہ چلتا رہے گا حتی کہ دو کیمپ بنیں گے، یہ وہ دور آرہا ہے، اب تقسیم شروع ہونے والی ہے مسلمانوں کے اندر اِس طرح کی معرکہ آرائی کہ آہستہ آہستہ ایسی تقسیم ہوجائے گی، خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو گروپ بنیں گے ایک ایسے مومنین کا گروپ بن جائے گا لَا نِفَاقَ فِیْہِ ، لَا کُفْرَ فِیْہِ نہیں فرمایا کہ اُن میں کفر نہیں، فرمایا ایسے مومنین کی جماعت بن جائے گی کیمپ بن جائے گا لَا نِفَاقَ فِیْہِ اُن میں نفاق نہیں ہوگا خالص مومن ہوں گے فُسْطَاطُ نِفَاقٍ فرمایا اور فُسْطَاطُ کُفْرٍ نہیں فرمایا۔

اور ایک کیمپ منافقین کا بن جائے گا لَا اِیْمَانَ فِیْہِ اُن کے دل میں ایمان رتی بھر بھی نہیں ہوگا، یہ چھانٹی ہوکر دونوں آمنے سامنے آئیں گے پھر ان کا مقابلہ ہونا ہے یہ صف بندی دنیا میں شروع ہوگئی ہے قدرتی عمل کے تحت، یہ میرے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے یہ قدرتی عمل ہے یہ اللہ کی طرف سے ایک عمل شروع ہوا ہے ظلم انتہا کو پہنچ چکا ہے جب ظلم حد سے بڑھ جائے تو پھر اللہ کی مدد و نصرت اُترتی ہے اور وہ مختلف شکلوں میں آتی ہے ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ ہمیں اُس کیمپ میں شامل کرے جو مومنین کی منافقین سے پاک جماعت ہوگی اور اللہ ہمیں اُس جماعت سے بچائے جو منافقین کی ہوگی اور وہ ایمان سے بالکل عاری اور خالی ہوگی اللہ اُس جماعت سے ہمیں بچائے، شام میں یہی ہو رہا ہے پاکستان میں یہی کچھ کھیل کھیلے جا رہے ہیں یمن میں یہی کچھ ہو رہا ہے سعودی عرب میں یہ ہو رہا ہے اسلامی ممالک لیبیا میں عراق میں سب جگہ افغانستان میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔

آپ اُس دین کے علمبردار ہیں جس کی رسول اللہ ﷺ نے سند بیان کی آج جو سند آپ نے سنی ہے ہم سے لے کر ہمارے اُستاذ اس سے آگے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک ایسا پختہ پکا دین اور مذہب کہیں بھی نہیں ہے، یہ شرف صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے مسلمانوں کو حاصل ہے۔

اس لیے بھائی بات لمبی ہوجائے گی وقت تھوڑا ہے بہت چیزیں ہیں سوچا تو بہت کچھ تھا لیکن

سارا کچھ نہیں بتا سکتا وقت نہیں ہے اتنا، جتنی بات ہوگئی اللہ اسی میں خیر و برکت ڈال دے اور ہماری رہنمائی فرمائے اور اس میں ہماری خطائیں اور لغزشیں ہیں اُن کے وبال سے ہمیں بچائے، تکمیل بخاری کی تقریب ہوئی آئندہ سال انشاء اللہ پھر ابتداء ہوگی اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تا قیامت تمام دنیا میں جو دینی مدارس ہیں اُن میں قائم و دائم رکھے۔

آخر میں نصیحت .... سورۂ کہف کا عمل :

آپ سے آخری باتیں کرتا ہوں کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۂ کہف کی نصیحت کرتے تھے اور دیکھو سورۂ کہف اخلاص کے ساتھ پڑھنی ہے، عقلاً یہ اِمکان موجود ہے کہ جتنے منافق ہیں یہ بھی سورۂ کہف پڑھتے ہوں جو مسلمان لیڈر ہیں اُن کے کارکن ہیں وہ سورۂ کہف پڑھتے ہوں موجود ہے یا نہیں کیونکہ مسلمان ہیں وہ، ہم بھی انہیں مسلمان سمجھتے ہیں ہم انہیں متعین کر کے نہیں کہہ سکتے کہ یہ منافق ہی ہے اس کے دل میں ایمان نہیں یہ اللہ کو پتہ ہے ظاہری حالات کی بنیاد پر ہم انہیں منافق سمجھتے ہیں بس اس سے زیادہ ہم اُن پر فتوی ایسا کہ جس کی وجہ سے وہ کافر سمجھے جائیں وہ فتوی ہم نہیں لگا سکتے، نہ وہ فتوی مسلم لیگ پر نہ نواز شریف پر نہ عمران خان پر نہ اِن پر نہ اُن پر وہ نہیں لگا سکتے لیکن ان کے عمل میں نفاق ہے یہ بھی پڑھتے ہوں مگر سورۂ کہف تب اپنا رنگ دکھائی گی جب ہم اخلاص سے پڑھیں گے جب ہم حق پر اخلاص سے پڑھیں گے باطل پر جمے رہیں اور سورۂ کہف پڑھتے رہیں حدیث میں آتا ہے کہ یہ قرآن قیامت کے دن تمہارے حق میں حجت ہوگا یا تمہارے خلاف حجت ہوگا، ممکن ہے خدانخواستہ ہم جو پڑھتے ہوں یہ پڑھ تو رہے ہیں لیکن کوئی ایسا فتور ہماری نیت میں ہو جس پر خدا کی ناراضگی کی وجہ سے ہم مطلع نہ ہو رہے ہوں وہ فتور ہم سے دُور نہ ہو رہا ہو اور سورۂ کہف پڑھتے پڑھتے مر بھی جائیں اور قیامت کے دن سورۂ کہف ہمارے خلاف حجت بن جائے ہمارے حق میں حجت نہ بنے، یہ خطرہ موجود ہے، یہ اُن کے لیے نہیں یہ ہم مولویوں کے لیے، علماء کے لیے، ولیوں کے لیے بھی خطرہ موجود ہے تو خود اپنی نیتوں کو ٹٹولو اپنے روّیوں کو ٹٹولو اپنی سوچ کی اصلاح کرتے رہو، یہ احتمال ہے

کہ ایک آدمی غلط کام کر رہا ہو ظالم غنڈا بدمعاش ہو اور سورۂ کہف بھی پڑھتا ہو پابندی سے، سن لیا کسی عالم سے اور پڑھ رہا ہے ہر جمعہ کو ! ہے کہ نہیں یہ احتمال ؟ اور بہت سے ہوں گے ایسے لیکن خدانخواستہ گناہوں پر ہی مر گیا ہو وہ سچی توبہ کیے بغیر تو سورۂ کہف اُس کے حق میں حجت ہوگی یا اُس کے خلاف حجت ہوگی بتائیے ؟ یہ قرآن ہمارے حق میں حجت بھی بن سکتا ہے اور یہ ہمارے خلاف بھی کھڑا ہو جائے اور سورۂ کہف گریبان پکڑ لے سورۂ ملک قبر میں مدد کرنے کے بجائے گریبان پکڑ لے کہے کہ تجھے میں نہیں بچاؤں گی تو پڑھتا تو تھا لیکن تیرا عمل ایسا تھا تو پڑھتا تو تھا لیکن تیری نیت ایسی تھی۔

اس لیے بھائی اپنے نیتوں اپنی رائے پر غور کرو، مت ڈٹو اس پر (صرف اس بنیاد پر کہ یہ میری رائے ہے بلکہ) نیک صالح لوگوں کو دانا بینا لوگوں (کی جماعت) کو دیکھو وہ کیا کہتے ہیں اور اللہ سے مانگو کہ اے اللہ ! وہ لوگ جو تیرے علم میں سچے اور خالص و مخلص بندے ہیں مجھے اُن ہی کے ساتھ جوڑے رکھ مجھے کچھ نہیں چاہیے مجھے اُن سے جوڑ اور ان ہی کے ساتھ میرا خاتمہ فرما ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ اے اللہ ! میرا سچوں کے ساتھ کھروں کے ساتھ حشر کر دے، یہ مت کہو کہ مجھے محمود میاں سے جوڑ دے مجھے مولوی حسن صاحب سے جوڑ دے مجھے فلاں سے جوڑ دے فلاں سے کسی کا نہیں پتہ کہ کس کی بخشش ہونی ہے کس کی نہیں ہونی، اللہ بڑا بے نیاز ہے وہ بے پرواہ ہے وہ چاہے تو پیر کو جہنم میں ڈال دے مرید کو جنت میں ڈال دے، چاہے تو مرید کو جہنم میں پھینک دے اور پیر کو جنت میں ڈال دے چاہے تو دونوں ہی کو جنت میں ڈال دے، بڑا بے نیاز ہے اُس کے دربار میں سب کو ڈرنا چاہیے کوئی دعوی نہیں کر سکتا۔

اس لیے سوائے نبیوں کے یا وہ لوگ جن کے بارے میں نبی نے کہہ دیا اُن کے بارے میں کہیں گے کہ وہ جنتی ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ بتاؤ کیا ہیں ؟ جنتی ! دعوے سے کیوں کہہ رہے ہو، تمہیں وحی آئی ہے ؟ نہیں بلکہ اُس نے کہا جس پر وحی آتی تھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ ، ازواجِ مطہراتؓ ، اہلِ بیتؓ ، صحابہ کرامؓ ، صالحینؒ جنتی لیکن اس کے علاوہ کسی کا نام لے کر ہم اور آپ نہ جنت کا دعوی کر سکتے ہیں نہ جہنم کا دعوی کر سکتے ہیں۔

کافر کے بارے میں بھی یہ دعوی نہیں کر سکتے یہ کہ یہ پیوٹن جہنم میں جائے گا، یہ نہیں کہہ سکتے، یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسی حالت پر مرگیا تو یہ جہنمی ہے کیونکہ موت سے پہلے کیا معلوم اُس کا کیا حشر ہو ایمان لے آئے، ہاں دجال کے بارے میں کہو کہ یہ جہنم میں جائے گا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے کہہ دیا ابوجہل کے بارے میں ابولہب کے بارے میں ان سب کے بارے میں ہم جہنم کا بھی دعوی کریں گے، جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے جنت کا کہہ دیا ہے اُن کے بارے میں جنت کا دعوی کریں گے، یہی عقیدہ ہے ہمارا سب مسلمانوں کا اہلِ سنت والجماعت کا پڑھا پڑھایا جاتا ہے کہ اپنے بارے میں بھی نہیں کر سکتے دعوی کہ میں جنتی ہوں یا میں جہنمی ہوں، یہ دعوی کوئی نہیں کر سکتا نہ اپنے بارے میں نہ دوسروں کے بارے میں، بس اللہ کی پکڑ سے ڈرنا بھی ہے اور اُس کی رحمت اُس کے فضل اور مہربانیوں پر نظر بھی رکھنی ہے کہ اے اللہ تو بہت مہربان ہے تو مہربانی فرما کر ہماری بخشش فرما کر ہمارے گناہوں کو معاف فرما ہماری اطاعت کو قبول فرما ہمارے ظاہر اور باطن کی اصلاح فرما اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرما، اللہ بے نیاز ہے برا حشر بھی ہوسکتا ہے خدانخواستہ موت برے انداز میں آسکتی ہے تو یہ خوف بھی رکھو۔

اللہ تعالیٰ میری آپ کی سب کی مدد فرمائے ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور اُن کا ساتھ نصیب فرمائے، وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

❁ ❁ ❁

مخیّر حضرات سے اپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

اخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۴؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/ یکم اپریل ۲۰۱۸ء کو دس بجے صبح جامعہ مدنیہ جدید میں تکمیل بخاری شریف کی پُر وقار تقریب منعقد ہوئی، اس موقع پر اساتذہ نے طلباء کرام کو دستارِ فضیلت سے نوازا، ملک بھر سے فاضلین کے عزیز واَقارب اور علماءِ کرام نے شرکت کی۔

۲۰؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/ ۷؍اپریل ۲۰۱۸ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ اِمتحانات منعقد ہوئے اور ۲۶؍رجب المرجب سے جامعہ میں سالانہ تعطیلات ہوگئیں۔

۲۷؍رجب ۱۴۳۹ھ/۱۴؍اپریل ۲۰۱۸ء کو اِمتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات منعقد ہوئے جس میں جامعہ کے کل 144 طلباء نے شرکت کی۔

۴؍شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ/ ۲۱؍اپریل ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ سے حسبِ سابق جامعہ مدنیہ جدید میں حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم نے دورۂ صرف ونحو کا آغاز کیا، ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی، ۱۰؍مئی کو دورہ کا اِختتام ہوگا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۴؍شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ/ ۲۱؍اپریل ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ سے جامعہ مدنیہ جدید میں علماء وطلباء کے لیے جامعہ کے فاضل مولانا ذیشان صاحب چشتی کی زیرِ نگرانی ''21 روزہ کمپیوٹر کورس'' کا آغاز ہوا جس میں ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء نے شرکت کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حضرت مہتمم جامعہ کے سفر کی مختصر رُوداد

﴿ مولانا عمر فاروق صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ جدید ﴾

۲/اپریل بروز پیر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم مولانا محبوب صاحب کی دعوت پر ختم بخاری کی تقریب میں شرکت کی غرض سے دس بجے صبح جامعہ مدنیہ جدید سے تونسہ کے لیے روانہ ہوئے ، جامعہ کے فاضل مولانا عظیم صاحب کی درخواست پر لبِ سڑک پھول نگر میں مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھا اور مدرسے کی تعمیر و ترقی کے لیے دعا فرمائی، جناب الحاج امان اللہ صاحب کی دلی خواہش پر ڈیرہ غازی خان میں اُن کے گھر پر رات کا قیام و طعام فرمایا۔

اگلی صبح ناشتہ کے بعد حضرت ''وَہوا'' کے لیے روانہ ہوئے، تقریبًا ساڑھے گیارہ بجے ''وَہوا'' پہنچے، جامعہ کنز العلوم کے مہتمم مولانا عبدالغفور صاحب اور مقامی علماء کرام عوام اور خواص نے حضرت کے ''وَہوا'' پہنچنے پر پرتپاک استقبال کیا، حضرت نے ختمِ بخاری کی آخری حدیث کا درس دے کر علم کی عظمت اور اہمیت پر خصوصی بیان فرما کر دُعا کرائی۔

طے شدہ پروگرام کے تحت حضرت ''وَہوا'' سے ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہوئے، راستہ میں مولانا حق نواز صاحب کے اصرار پر حضرت صاحب مدرسہ جامعہ امدادیہ تعلیم القرآن تشریف لے گئے، بیان میں جسمانی اور لباس و پوشاک کی صفائی کے موضوع پر نہایت مدلل بیان فرمایا، شام پانچ بجے ڈیرہ اسماعیل خان حاجی غلام مصطفیٰ صاحب کی قیام گاہ پر پہنچ گئے، بعد از مغرب حاجی صاحب کے مکان پر کھانے پر مدعو ڈیرہ کے مقامی علماء کرام اور تاجروں سے ملکی حالات اور صورتِ حال پر تبادلہ خیال فرمایا۔

اگلے روز ۴/اپریل کو جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا عبدالحفیظ صاحب کی دعوت پر جامع مسجد غفاریہ تشریف لے گئے جہاں فضلاءِ جامعہ کی کثیر تعداد اور دیگر احباب سے اپنے خطبہ میں اسلام کو درپیش مشکلات پر بیان فرمایا، بعد ازاں حکیم عطاء اللہ صاحب کی اہلیہ محترمہ کی تعزیت کے لیے ڈیرہ سے ٹانک روانہ ہوئے نیز مولانا ضیاء الدین صاحب کی درخواست پر ٹانک شہر میں جامعہ اَنوار العلوم برکی آباد میں

حضرت نے فضلاءِ جامعہ اور دیگر حضرات سے خصوصی بیان فرمایا۔

فاضلِ جامعہ مولانا جاوید صاحب کی دعوت پر سرائے نورنگ جلسے میں شرکت کے لیے حضرت صاحب دوپہر ایک بجے ٹانک سے روانہ ہوئے ،تاجہ زئی کے مقام جامعہ کے فاضل مولانا عاطف اللہ صاحب کے اصرار پر چند منٹ کے لیے اُن کے مدرسہ تشریف لے گئے اور مدرسے کی تعمیر و ترقی کے لیے دعا فرمائی، عصر کے قریب سردار کلے لکی مروت بخیریت پہنچ گئے۔

ضلع لکی مروت میں حضرت صاحب کی تشریف آوری پر جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء اور فضلاءِ کرام اور مقامی علماء کرام کی کثیر تعداد ملاقات کے لیے آئی ہوئی تھی، جلسہ گاہ میں حضرت کی آمد پر علماء کرام اور عوام نے پُر تپاک استقبال کیا، حضرت نے ناصحانہ انداز میں اسلام کی وقار اور اہمیت پر نہایت مدلل بیان فرمایا، رات کا کھانا مولانا جاوید صاحب کے گھر پر تناول فرمایا، بعدازاں الحاج امان اللہ صاحب مدظلہم کے داماد بھائی خالد خان صاحب کے ہمراہ رات کے قیام کے لیے لنڈیواہ لکی مروت تشریف لے گئے۔

اگلے روز ۶/اپریل کو جامعہ کے فاضل مولانا کامران صاحب اور مولانا عبدالجبار صاحب کی دعوت خاص پر اُن کے مدرسہ جامعہ اِمام ابوحنیفہؒ کے پروگرام میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے جہاں آپ نے دورِ جدید میں دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم کی اہمیت پر بیان فرمایا۔مولانا رفیع الدین صاحب کی دعوت پر نمازِ جمعہ پڑھانے کے لیے حضرت صاحب لکی مروت سے کرک روانہ ہوئے۔

بعدازنمازِ عصر حضرت طے شدہ پروگرام میں شرکت کے لیے کوہاٹ روانہ ہوئے ،نمازِ مغرب کے بعد حضرت جامعہ مسجد اَنوار رسول ختم نبوت کوہاٹ پہنچ گئے ،خطاب میں حضرت نے دنیا اور آخرت کی کامیابی کے اسلامی اصول بیان فرمائے، بعدازاں حضرت صاحب نے حفاظ کرام کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور اسناد تقسیم کیں اور خیر و برکت کی دعا فرمائی، رات کا کھانا مولانا عامر ضعیف صاحب کے گھر پر تناول فرمایا، جامعہ کے فاضل مفتی عبدالرشید صاحب کی دلی خواہش پر رات کے قیام کے لیے درہ آدم خیل تشریف لے گئے، بعدازنمازِ عشاء حضرت نے مولانا جہانگیر و مولانا عارف صاحبان کے رشتہ داروں محمد جاوید، محمد عاصم اور محمد طاہر صاحبان کے نکاح بھی پڑھائے۔

اگلے روز ۱۷؍ اپریل کو صبح مفتی انور صاحب مدظلہم کی دعوت پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ للبنات کلا خیل تشریف لے گئے جہاں آپ نے اسلام میں عورتوں کے مقام کے موضوع پر خصوصی بیان فرمایا، بعدازاں فاضلین جامعہ جدید اور مقامی علماء کرام سے اجازت چاہی نیز شہدا کے قبرستان میں حضرت مولانا بجلی گھر صاحب ؒ کے مزار پر حاضری دی فاتحہ پڑھی اور ایصالِ ثواب کیا، بعدازاں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم کی عیادت کے لیے اکوڑہ خٹک روانہ ہوئے یہاں تقریبًا ایک گھنٹہ قیام کے بعد پشاور کے لیے روانہ ہوئے، رات کا قیام و طعام پشاور میں بھائی خالد خان صاحب کے گھر پر ہوا جو لکی مروت سے حضرت کے ساتھ ہمرکاب تھے۔

اگلے روز ۱۸؍ اپریل بروز اتوار مولانا زبیر صاحب کی دعوت پر تخت بھائی میں منعقد رُوحانی اجتماع میں شرکت کے لیے دن کے گیارہ بجے کے قریب حضرت پشاور سے روانہ ہوئے، دو بجے مردان کے قریب گاؤں سنگِ مرمر کے مقام پر جامعہ جدید کے فضلاء کرام اور مقامی علماء کرام نے والہانہ انداز میں استقبال کیا حضرت ان کے جذبات کو دیکھ کر کچھ دیر کے لیے ٹھہرے اور خصوصی گفتگو فرمائی، دوپہر دو بجے حضرت جلسہ گاہ پہنچ گئے جہاں حضرت نے تزکیۂ نفس پر بیان فرمایا، یہاں سے رُخصت ہوئے تو مولانا زبیر صاحب کے اصرار پر حضرت نے مدرسہ ضیاء العلوم تخت بھائی میں دورۂ حدیث کے فارغ التحصیل طلباء کرام کو آخری حدیث پڑھائی اور ساتھ ہی حدیث شریف کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

فاضلِ جامعہ مولانا امین الرحمن صاحب کی درخواست پر جامعہ ابو ہریرہ فضل آباد تشریف لے گئے جہاں حضرت نے جامعہ کی تعمیر و ترقی کے لیے خصوصی دعا فرمائی، بعدازاں حضرت صاحب رات کے قیام کے لیے اپنی سسرال سخاکوٹ تشریف لے گئے نیز اسیر مالٹا تحریک ریشمی رومال کے مجاہد حضرت مولانا عزیر گل صاحب ؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے کچھ دیر رُکے۔

۱۹؍ اپریل حسب سابق صبح ناشتہ کے بعد تقریبًا ساڑھے دس بجے سخاکوٹ سے فاضلِ جامعہ جدید مولانا عبدالباسط صاحب عباسی کی دعوت پر راولپنڈی کے لیے روانہ ہوئے، عصر سے پہلے ہی حضرت بخیریت بارہ کھوہ راولپنڈی میں مولانا عبدالباسط صاحب کے رہائشگاہ پر رونق افروز ہوئے، بعد نمازِ عصر

دوسرے شہروں سے حضرت سے ملاقات کے لیے آئے ہوئے جامعہ مدنیہ جدید کے فضلاءِ کرام سے خصوصی گفت وشنید فرمائی بعد از نمازِ مغرب عوام الناس میں بیان فرمایا رات کا قیام مولانا عبدالباسط صاحب عباسی کی رہائش گاہ پر تناول فرمایا۔

۱۰/ اپریل صبح دس بجے مولانا عبدالباسط صاحب عباسی سے اجازت چاہی اور لاہور کے لیے روانہ ہوئے ، جہلم میں لندن میں مقیم فاضلِ جامعہ مولانا ارسلان صاحب کے والدِ محترم کی خواہش پر کچھ دیر کے لیے اُن کے قائم کردہ مدرسہ اور پھر ان کی قیام گاہ تشریف لے گئے ، یہاں سے دوپہر کے کھانا کے بعد روانہ ہو کر مغرب سے پہلے بخیر وعافیت جامعہ مدنیہ جدید پہنچ گئے ، والحمد للہ۔

وفیات

۲۷/ رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/ ۱۴/ اپریل ۲۰۱۸ء کو سابق مہتمم دارُالعلوم دیو بند حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے دارُالعلوم دیو بند (وقف) کے مہتمم حضرت مولانا محمد سالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیو بند انڈیا میں طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے ، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی دینی وملی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے ، آمین

۲۳/ اپریل کو امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد عطاء المومن شاہ صاحب بخاریؒ طویل علالت کے بعد ملتان میں انتقال فرما گئے۔

۱۸/ اپریل کو ڈاکٹر عبدالجلیل اور ڈاکٹر عبدالوحید صاحبان کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئیں۔

۸/ اپریل کو جامعہ مدنیہ جدید کے خادم بابا اسماعیل کی بیٹی اور مستری ارشد کی اہلیہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35399051 - 42 - 92+ 35399052 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

انوار مدینہ کا اکاؤنٹ نمبر (2-7914-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67